رہنمائے نظامت

(نظامت کا فن سکھانے والی بہترین کتاب)

مؤلف

ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی

پبلشر

رحمانی پبلکیشنز

1032، اسلام پورہ، ڈاکٹر سراج احمد کے دواخانے کے سامنے، انصار روڈ،

مالیگاؤں (ناسک) Mob:9890801886 ,(02554) 234460

نام کتاب	:	رہنمائے نظامت
مؤلف	:	ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی (مالیگاؤں)
		(معاون مدرس ضلع پریشد اردو پرائمری اسکول،
		نیاے ڈونگری تعلقہ ناندگاؤں، ضلع ناشک)
کمپوزنگ	:	ایس. آر گرافکس، مالیگاؤں
صفحات	:	72
سنہ اشاعت	:	۱۴۳۲ھ/2011ء
سنہ اشاعت دوّم	:	2014ء
تعداد	:	1000
طباعت	:	نورانی آفسیٹ پریس، مالیگاؤں
قیمت	:	40/-

:ناشر:

رحمانی پبلکیشنز، مالیگاؤں

Rahmani Publications

1032,Islampura , Malegaon.423203 (Dist : Nasik)

Mob : 9890801886 , (2554) 234460

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی بات

مختلف اجلاس، کانفرنس اور مشاعروں کو ان کے اختتام تک کام یابی اور خوش اسلوبی سے چلانے میں اہم کردار ادا کرنے والی شخصیت ناظم کی ہوتی ہے۔ جو پروگرام کی مختلف کڑیوں کے درمیان ایک دھاگے کا کام کرتا ہے، یہ مختلف کڑیاں موتی کی مانند ہوتی ہیں اور ناظم ان موتیوں کو بڑی خوب صورتی سے پروکر پورے پروگرام کو ایک دل کش ہار کی طرح سامعین کے روبہ رو کرتا ہے۔

ایک اچھے ناظم کے لیے نظامت کے فن سے متعلق ضروری باتوں کا جاننا بے حد اہم ہے۔ ویسے کوئی بھی فن محض کتب بینی سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ آدمی جب تک کسی فن کو سیکھنے کے لیے اپنے اندر اَن تھک محنت، لگن اور ذوق وشوق پیدا نہیں کرے گا وہ کام یابی کی پائیدانوں کو قطعی عبور نہیں کرسکتا۔

پیشِ نظر کتاب ''رہنمائے نظامت'' میں اناؤنسنگ کے فن پر قدرے روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب میں نظامت کے لیے ضروری باتوں کے علاوہ پروگرام کے مختلف مراحل میں ناظم کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ان مراحل پر مختصر تقریریں درج کردی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں تلاوت، حمد و نعت اور نظامت کے دوران کام میں لائے جانے والے متفرق اشعار، چند لطائف اور ذخیرۂ الفاظ بھی آخر میں دے دیے گئے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ یہ کتاب نظامت کا فن سیکھنے کے شائقین کے لیے ایک گائیڈ کی حیثیت سے تیار کی گئی ہے۔ اس میں پیش کیے گئے مندرجات کے علاوہ بھی طلبہ وقارئین مطالعہ میں اضافہ کرتے ہوئے اپنے اندر نکھار پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اس کتاب کی ترتیب وتدوین میں محبّ مکرم ظفر عابد محمد مصطفیٰ (مالیگاؤں گرلس ہائی اسکول، مالیگاؤں) نے جزوی تعاون دیا راقم ان کا شکر گزار ہے۔ رحمانی سلیم احمد صاحب کا بھی ناچیز خصوصاً ممنون ہے کہ انھیں کی حوصلہ افزائی کے سبب یہ کتاب زیورِ اشاعت سے آراستہ ہوئی ہے۔

اہل نقد ونظر سے التماس ہے کہ خامیوں کی نشان دہی فرما کر اصلاح سے نوازیں تاکہ آیندہ ایڈیشن میں ترمیم کی جاسکے۔

(ڈاکٹر) محمد حسین مُشاہدرضوی، مالیگاؤں، 29/09/2011

Cell # 9420230235

نظامت سے متعلق ضروری ہدایات

☆ جاننا چاہیے کہ کسی بھی فن کو سیکھنے کے لیے دل چسپی، لگن، یک سوئی اور آمادگی بے حد ضروری ہوتی ہے۔ اگر یہ باتیں طالبِ علم میں نہ پائی جائیں تو وہ کوئی بھی علم وفن حاصل نہیں کرسکتا۔ ہاں! جب مکمل ذوق وشوق سے کوئی علم سیکھا جاتا ہے تو اُس میں مسلسل محنت ومشقت اور ریاضتِ شاقّہ سے مہارت حاصل ہونے لگتی ہے۔ بہ قولِ شاعر ؎

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا

سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

یہ بھی سچ ہے کہ تمام علوم وفنون شروع میں بے حد مشکل ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ہم سچے جوش وولولے اور خلوصِ نیت سے محنت کریں تو اللہ رب العزت جل شانہٗ بھی ہماری مدد فرماتا ہے۔ نظامت بھی ایک ایسا ہی فن ہے۔ جس کے حصول میں طرح طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں۔

جب ہم اسٹیج پر جاتے ہیں تو ہم پر گھبراہٹ طاری ہوجاتی ہے۔ زبان اور دل میں جو ہم آہنگی رہنی چاہیے وہ متاثر ہونے لگتی ہے اور سامعین کے رعب ودبدبہ سے ہمارے حواس باختہ ہوجاتے ہیں۔ ایسے مواقع پر ہمیں ہمت وجرأت سے کام لینا ضروری ہوجاتا ہے۔ جب ہم پورے جوش وامنگ اور حوصلے کے ساتھ کوئی کام انجام دیں گے تو ہمیں کام یابی وکامرانی ضرور میسر آئے گی۔ لہٰذا نظامت ہو یا دوسرے علوم وفنون، ہر ایک کی تحصیل کے لیے اپنے اندر مکمل دل چسپی اور آمادگی ضرور پیدا کریں۔

اگر ہم مسلسل محنت ومشقت اور پیہم مشق کرتے رہیں گے تو ہمارے اندر پختگی اور ہمت پیدا ہوگی۔ اس لیے طلبہ کو چاہیے کہ وہ اپنے دل سے ہر قسم کی گھبراہٹ اور مایوسی کو نکال پھینکیں اور بلند حوصلگی کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھیں۔

☆ نظامت کے فن کی تحصیل میں سب سے اہم ترین بات خود اعتمادی کا وصف ہے جن کے اندر اس وصف کی کمی ہوتی ہے وہ زندگی کے ہر موڑ پر مایوس ہو جاتے ہیں۔

جن کے اندر خود اعتمادی متزلزل ہونے لگتی ہے۔ وہ نظامت کے دوران یا اسٹیج پر جانے کے بعد گھبراہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسٹیج پر ان کی حالت دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ ان کے منہ سے ٹھیک طرح سے الفاظ نہیں نکل پاتے، آواز میں کھڑکھڑاہٹ پیدا ہونے لگتی ہے اور تلفظ کی ادائگی بُری طرح متاثر ہو جاتی ہے بجائے ''سین'' کے ''شین'' نکلنے لگتا ہے اور سانسیں اکھڑنے لگتی ہیں۔ ''واحد'' کی جگہ ''جمع'' اور ''مذکر'' کی جگہ ''مؤنث'' الفاظ زبان سے ادا ہونے لگتے ہیں اور پاؤں کپکپانے لگتے ہیں۔ اگر اپنے اندر ہمت و جرأت اور خود اعتمادی پیدا کی جائے تو ایسا معاملہ صرف ایک دو بار ہی درپیش آتا ہے پھر خود بہ خود اسٹیج کا ڈر دل سے دور ہو جاتا ہے۔ اس لیے طلبہ کو چاہیے کہ اپنے اندر خود اعتمادی کا وصف پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔

☆ کسی پروگرام، کانفرنس، اجلاس یا مشاعرے کو مکمل نظم و ضبط کے ساتھ کام یابی سے اختتام کی منزل تک پہنچانے کے لیے ایک اناؤنسر اور ناظم کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو پروگرام کی مختلف کڑیوں کے درمیان ایک دھاگے کا کام کرتا ہے، یہ مختلف کڑیاں موتی کی مانند ہوتی ہیں اور ناظم ان موتیوں کو بڑی خوب صورتی سے پرو کر پورے پروگرام کو ایک دل کش ہار کی طرح سامعین کے روبہ رو کرتا ہے۔

ایک اچھے ناظم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے حُسنِ تکلم، شیریں گفتاری اور حاضر جوابی کے کمالات کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے پروگرام کو اخیر تک لے کر جائے۔ اور سامعین کے دلوں میں ایسا نقش مرتب کرے کہ وہ پروگرام ختم ہونے تک جلسہ گاہ میں ہی موجود رہیں۔ ایک اچھا ناظم اپنے اندر نظامت سے متعلق ضروری امور کو پیدا کرنے کی مسلسل مشق کرتا رہتا ہے، کیوں کہ بغیر مشق و مطالعہ کے ناظم کی خوبیوں میں ہرگز نکھار نہیں آسکتا۔ لہٰذا نظامت کے شوقین طلبہ کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر نظامت کی خوبیوں کو پروان چڑھانے کی کوشش کریں۔

☆ ناظم کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیریں کلام اور حاضر جواب ہو۔ نظامت کے فن کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اناؤنسر یا ناظم زبان و ادب کا گہرا مطالعہ کرے تاکہ وہ الفاظ کے مترادفات اور معانی و مفہوم اور ان کے صحیح اور برجستہ استعمال کے موقع و محل سے واقف ہو سکے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ طرزِ اظہار کی نزاکتوں اور تلفظ کی باریکیوں سے آگاہ رہے تاکہ سامعین میں سے جو اہلِ علم ہوتے ہیں اُن پر اس کی گفتگو بارنہ محسوس ہو۔ زبان و ادب کے گہرے مطالعہ کے ساتھ اس کے حافظے میں سیکڑوں اشعار کا ذخیرہ بھی ہونا چاہیے تاکہ وہ برجستگی کے ساتھ اور موقع و محل کی مناسبت سے اشعار کو استعمال کر سکے کیوں کہ بعض مقامات پر نثر کی بجائے اشعار بہت زیادہ متاثر کن ہوتے ہیں۔

☆ ناظم اپنے اندر تبصرہ و تجزیہ کی خوبی بھی پیدا کرے اور اپنی آواز پاٹ دار رکھے۔ گفتگو کا انداز پُر وقار ہو تاکہ مجمع مکمل طور پر اس کے کنٹرول میں رہے۔ جب کوئی شاعر اپنی غزل یا نظم وغیرہ سنا کر جائے یا خطیب اپنی خطابت کے جوہر بکھیرے تو اس پر جامع انداز میں مختصر اور جامع تبصرے کی طاقت بھی رکھے، نیز اگلے شاعر یا خطیب کو مدعو کرنے سے پہلے ایک جامع تمہیدی تقریر بھی کرے اور مناسب اشعار کے ذریعہ ان کو دعوتِ سخن سے تاکہ سامعین کے اندر انھیں سننے کے لیے دل چسپی اور آمادگی پیدا ہو جائے۔

☆ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کرنے کی روزانہ مسلسل کوشش کرتے رہیں۔ ناظم کو چاہیے کہ نظامت کے فن پر لکھی گئی کتابوں میں دیے گئے الفاظ اور جملوں پر ہی اکتفا نہ کرے۔ کسی بھی جلسے کی نظامت کے لیے پہلے ہی تیاری کر لینا بہتر ہے۔ ناظمِ اجلاس، پروگرام کی تفصیل مثلاً: (۱) تلاوتِ قرآن، (۲) حمد باریِ تعالیٰ، (۳) نعتِ پاک، (۴) تحریک و تائیدِ صدارت، (۵) اغراض و مقاصد، (۶) مہمانوں کا تعارف گل پیشی، (۷) تاثرات، (۸) اعزازات، (۹) خطبۂ صدارت، (۱۰) رسمِ شکریہ وغیرہ امور کون کون سے افراد انجام دینے والے ہیں وہ پہلے ہی سے ایک کاغذ پر لکھ لے تاکہ اسٹیج پر جانے کے بعد اسے کوئی دشواری اٹھانی نہ پڑے۔

☆ مختلف شخصیات کے لیے موقع ومحل کی مناسبت سے اچھے القاب وآداب کا استعمال کریں اور اُن کے لیے موزوں اشعار بھی سنائیں۔ وقت کم ہو اور افراد زیادہ ہوں تو جامع اور مختصر انداز اختیار کریں۔ نظامت کو نظامت ہی رہنے دیں اسے خطابت نہ بننے دیں کہ اس سے سامعین میں اکتاہٹ پیدا ہوجاتی ہے۔ تعریف اور القاب وآداب میں اس بات کا بھرپور خیال رکھیں کہ جیسی شخصیت ہو ویسی ہی تعریف وتوصیف ہو، بے جا مبالغہ آرائی سے بچیں کہ یہ بھی جھوٹ میں شامل ہے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ناظم لوگوں کے لیے نشانۂ مذاق بن سکتا ہے۔

☆ ناظم کو چاہیے کہ وہ ہر ایسی بات سے حتیٰ الامکان پرہیز کرے جو شخصیت یا تقریب سے میل نہیں کھاتی اور مدح کی بجائے تنقیص کے زمرے میں شامل ہوجاتی ہے۔ اس بات کا مکمل خیال رکھا جائے کہ پروگرام کا آغاز اور اختتام مناسب وقت پر ہو۔

☆ ناظم کے لیے ضروری ہے کہ وہ سامعین کے مزاج اور موڈ کے مطابق گفتگو کرے۔ وقت اور حالات کے پیشِ نظر اپنی باتیں پیش کرے، مشکل اور ادق الفاظ سے پرہیز کرنے کی حتیٰ الامکان کوشش کرے تاکہ لوگوں کو اکتاہٹ محسوس نہ ہو۔

☆ جب نظامت کا آغاز کریں تو پروگرام کی نوعیت اور اس کے مقاصد کا اجمالی خاکہ شروع میں ہی سامعین کے گوش گزار کردیں۔ اور اسے ایسے مختصر مگر جامع ترین اور مؤثر انداز میں پیش کریں کہ لوگ تقریب کے آغاز ہی سے پورے پروگرام میں بیٹھنے کے لیے آمادہ ہوجائیں۔

نظامت کا آغاز جیسا برجستہ اور خوش اسلوبی سے ہو اس کو آخر دم تک قائم رکھیں، درمیان میں مناسب اشعار کا استعمال کریں اور ضرورت ہو تو تفننِ طبع کے لیے بامقصد اور اچھے لطائف بھی سنائیں تاکہ سامعین کا موڈ برقرار رہے۔

اہم نوٹ: اس کتاب میں پروگرام کے مختلف مراحل سے متعلق جو مثالیں پیش کی جارہی ہیں قارئین اور طلبہ صرف ان ہی پر اکتفا نہ کریں بل کہ ان مراحل میں ربط پیدا کرنے کے لیے بروقت فیصلہ کریں۔ اس کتاب میں شامل جملہ مثالیں محض رہ نُمائی کی غرض سے پیش کی گئی ہیں۔ مُشاہدؔ

ناظم کے لیے یاد رکھنے والی چند دیگر باتیں

☆ جہاں تک ہوسکے مطالعہ کی عادت پیدا کریں اور ایسی نثری کتب ضرور پڑھتے رہیں جن کے مطالعہ سے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہو۔

☆ مختلف شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والی شخصیات کی مناسبت سے ایسے القاب وآداب کا ایک عمدہ انتخاب تیار کرلیں جو مبالغہ آرائی اور جھوٹ کی آمیزش سے پاک ہوں۔

☆ ناظم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اچھے اور نام ور شعرا کے مجموعۂ کلام کو بار بار پڑھے اور موقع ومحل کی مناسبت سے فٹ بیٹھنے والے خوب صورت اور معیاری اشعار کو ازبر کرلے۔

☆ ہر مرحلے کے بعد ناظم گذشتہ اور اگلے مرحلے میں آنے والے افراد کی بھرپور پذیرائی اور حوصلہ افزائی کرے۔ اور ہر مرحلہ باہم مربوط انداز میں ادا کرے۔

☆ اہم ترین بات یہ ہے کہ ناظم اپنی ہر بات کو مختصر اور جامع انداز میں پیش کرے نظامت کو خطابت نہ بننے دے کہ اس سے سامعین کا موڈ آف ہوجاتا ہے۔



(۱)

پروگرام کی ترتیب
اور
اُس کے مختلف مراحل کی مثالیں

نمونے کے طور پر پروگرام کی عمومی ترتیب کی تفصیلات پیش کی جا رہی ہیں۔ طلبہ اور ناظم مختلف تقریبات کی بدلتی نوعیت کے لحاظ سے کمی بیشی کرتے ہوئے ان کا استعمال کریں۔

پروگرام کی ترتیب

کوئی بھی تقریب یا اجلاس مختلف مراحل سے گذرتا ہے، جو درج ذیل ہیں۔

(۱) تلاوتِ قرآن
(۲) حمد باریِ تعالیٰ
(۳) نعتِ پاک
(۴) تحریک وتائیدِ صدارت
(۵) اغراض ومقاصد
(۶) مہمانوں کا تعارف وگل پیشی
(۷) تاثرات
(۸) اعزازات
(۹) خطبۂ صدارت
(۱۰) رسمِ شکریہ

عمومی طور پر ہر تقریب میں درج بالا مراحل ہوتے ہی ہیں لیکن کبھی کبھی یہ ترتیب پروگرام کی نوعیت کے لحاظ سے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ایک اچھا ناظم کاغذ پر ان تفصیلات کو پہلے ہی سے درج کر لیتا ہے جس سے دورانِ نظامت اسے آسانی ہو جاتی ہے۔

(۱) تلاوتِ کلامِ پاک

اس مرحلے میں ناظم کو چاہیے کہ بندگی میں ڈوب کر خداوندِ قدوس کی کبریائی اور حمد وثنا بیان کرتے ہوئے قاری کو تلاوتِ قرآن کے لیے آواز دے۔ تلاوتِ کلامِ پاک مع ترجمہ ہوتو بہتر ہے ۔ (اگر یہ مرحلہ ماحول اور وقت سے تعلق پیدا کرکے ہوتو نظامت کا لطف دوبالا ہوجائے گا)۔

مثال: ’’اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ......جس کے قبضۂ قدرت میں ہر مجسمۂ گِل وتمام نفس کی جان ہے۔ جس کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں سپیدۂ سَحَر کی خوابیدہ آنکھوں سے لے کر سُرخیِ شام کی بوجھل پلکوں تک......

جس کے بابرکت ناموں کی تسبیحیں اور تلاوتیں ہوتی ہیں چڑیوں کی چہچہاہٹ سے لے کر آب شاروں کی گنگناہٹ تک......تو آیئے! ہم اور آپ بھی حریمِ دل کے خالی خانوں کو اس کارفرمائے حقیقی کے آگے جھکادیں کہ جس کی کرم فرمائیوں کے بغیر ہماری کوئی سعی وجستجو کام یابی و کام رانی کی حدوں کو نہیں چھوسکتی۔

تلاوتِ کلام پاک کے لیے تشریف لارہے ہیں محترم/محترمہ ....
......................صاحب/صاحبہ ؎

سناؤ نغمۂ قرآں کہ ہم بیدار ہوجائیں
اندھیروں سے نکل کر صاحبِ انوار ہوجائیں‘‘

(نامعلوم)

(۲) حمدِ باریِ تعالیٰ

اس مرحلے میں ناظم کو چاہیے کہ تلاوتِ کلامِ پاک سے ربط پیدا کرتے ہوئے اگلے مرحلے میں قدم رکھے اور حمدِ باریِ تعالیٰ کے لیے دعوت دے۔

مثال: ’’ماشآءاللہ! سبحان اللہ! یوں تو خدا کی حمد وثنا بیان کرنا کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں۔ پھر بھی دلِ بےنطق وبیاں جذبۂ بندگی میں ڈوب کر یوں مصرعے نکالتا ہے کہ ؎

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا!
یہی بولے سدرہ والے چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی مَیں نے چھان ڈالے ترے پایے کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا
تجھے حمد ہے خدایا !
تجھے حمد ہے خدایا!

(حضرت رضاؔ بریلوی)

ان ہی مصرعوں کے تناظر میں حمد سرائی کے لیے آرہے ہیں/آرہی ہیں۔
محترم/محترمہ.........................صاحب/صاحبہ۔‘‘

(ناظم اگر حمد سے ربط قائم رکھتے ہوئے نعت کے لیے دعوت دیتا ہے تو یہ پُرلطف محسوس ہوتا ہے ۔ لہٰذا اس کی مثال پیش کرنے کی غرض سے ذیل میں ایک حمد درج کی جارہی ہے، اور ناظم یہ بھی یادرکھے کہ وہ ہر مرحلے کے بعد حوصلہ افزائی کے کلمات ضرور کہے۔)

حمدِ باریِ تعالیٰ

بُطونِ سنگ میں کیڑوں کو پالتا ہے تو ہی
صدف میں گوہرِ نایاب ڈھالتا ہے تو ہی
دلوں سے رنج و الم کو نکالتا ہے تو ہی
نفَس نفَس میں مسرت بھی ڈالتا ہے تو ہی
وہ جن و انس و ملک ہوں کہ ہوں چرند و پرند
تمام نوعِ خلائق کو پالتا ہے تو ہی
بغیر لغزشِ پا تو گرا بھی سکتا ہے
پھسلنے والوں کو بے شک سنبھالتا ہے تو ہی
تُو ہی تو مردہ زمینوں کو زندہ کرتا ہے
گلوں کے جسم میں خوشبوئیں ڈالتا ہے تو ہی
ذبیح پاک کی نازک سی ایڑیوں کے طفیل
سلگتے صحرا سے زم زم نکالتا ہے تو ہی
نجات دیتا ہے بندوں کو ہر مصیبت سے
شکم سے مچھلی کے زندہ نکالتا ہے تو ہی
جو لوحِ ذہنِ مُشاہدؔ میں بھی نہیں یارب
وہ حرفِ تازہ قلم سے نکالتا ہے تو ہی

ازمؤلف: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی

(۳) نعتِ پاک

اس مرحلے میں ناظم کو چاہیے کہ حمدِ باریِ تعالیٰ کے کسی بھی شعر کے مفہوم کو ذہن میں رکھ کر نبیِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف سے متعلق کچھ کلمات ادا کرے اور اشعار بھی سنائے۔ (گذشتہ صفحہ پر درج کی گئی حمد سے مطابقت رکھتے ہوئے ایک تمثیل)

مثال: ''بطونِ سنگ میں کیڑے کس کے صدقے وطفیل پلتے ہیں؟......صدف میں گوہرِ نایاب کس کے صدقے میں ڈھلتے ہیں؟......مُردہ زمینیں کس کے صدقے میں زندہ کردی جاتی ہیں؟......گلوں کی رنگینی ورعنائی کس کے لیے؟...... یہ زمیں آسماں کس کے لیے؟...... بلکہ کہنے والے یوں کہتے ہیں کہ ؎

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنیں و چناں تمہارے لیے بنے دوجہاں تمہارے لیے
دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

(حضرت رضاؔ بریلوی)

تمہارے لیے کون؟......وہی نبیِ برحق کہ جن کا صدقہ یہ زمیں، جن کا صدقہ آسماں، جن کے صدقے آپ ہم، اُن کو ہم گئے ہیں بھول، انھیں کو یاد کرنے کے لیے......تو آیئے! عقیدت ومحبت کے بوسے بہ صد احترام وخلوص دہلیزِ نبوت پر ثبت کردیں اور نذرانۂ نعت کے لیے آپ کے روبہ رو، محترم/محترمہ......................................صاحب/صاحبہ۔''

(اس کے بعد ناظم نعت کے اشعار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے برجستہ وبرمحل کوئی شعر سنائے تاکہ سامعین کی دل چسپی برقرار رہے)

نعتِ رسول اکرم ﷺ

صبیح آپ صباحت کی آبرو بھی آپ
ملیح آپ ملاحت کی آبرو بھی آپ

ہُوا ، نہ ہے نہ کبھی ہوگا آپ سا کوئی
وجیہ آپ وجاہت کی آبرو بھی آپ

سعادتوں نے سعادت ہے آپ سے پائی
سعید آپ سعادت کی آبرو بھی آپ

سراپا آپ کا معمور نکہتوں سے ہے
نفیس آپ نفاست کی آبرو بھی آپ

زبان گنگ فصیحانِ کائنات کی ہے
فصیح آپ فصاحت کی آبرو بھی آپ

ہر ایک لفظ دلوں میں اترتا جاتا تھا
خطیب آپ خطابت کی آبرو بھی آپ

بلاغتوں میں جو یکتا تھے بن گئے گونگے
بلیغ آپ بلاغت کی آبرو بھی آپ

جو قتل کرنے کے درپَے تھے وہ بھی کہتے تھے
امین آپ امانت کی آبرو بھی آپ

قسیمِ نعمتِ رب آپ ہیں مرے آقا
کفیل آپ کفالت کی آبرو بھی آپ

ہزار جرم و خطا ہیں ، ہیں آپ کے لیکن
شفیع آپ شفاعت کی آبرو بھی آپ

عطا ہو عصیاں کی بیماریوں سے آقا شفا
طبیب آپ طبابت کی آبرو بھی آپ

بروزِ حشر مُشاہدؔ کے ، پیشِ ربِّ جلیل
وکیل آپ وکالت کی آبرو بھی آپ

از مؤلف: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی

(۴) تحریک وتائیدِ صدارت

(نعتِ پاک کے بعد جو ماحول بنا ہے اس میں تحریکِ صدارت کچھ اس طرح ہوگی)

’’پیا ہے جامِ محبت جو آپ نے نوریؔ
ہمیشہ اس کی رہے جان و دل میں مخموری
ہو جس سے پیدا سرور و بہار آنکھوں میں
ہمیشہ اس کا رہے گا خمار آنکھوں میں

(مؤلف)

اسی حمد و نعت کے خمار میں ڈوبے ہوئے نور و نکہت بھرے ماحول میں تحریکِ صدارت کے لیے آواز دوں گا۔ محترم/ محترمہ.. صاحب/ صاحبہ، کو کہ وہ آئیں اور تحریکِ صدارت پیش کریں۔‘‘

(وقت کی کمی کے سبب ناظم چاہے تو خود ہی صدر کے نام کا اعلان کرتے ہوئے جملہ سامعین کی تائید اور صدر صاحب کی اجازت سے پروگرام کی کارروائی کو آگے بڑھائے۔)

مثال: ’’آپ حضرات بہ خوبی جانتے ہیں کہ ہر چھوٹی بڑی تقریب کسی نہ کسی عظیم شخصیت کے زیرِ صدارت منعقد ہوتی ہے۔ آج وقت کی قلت کے سبب مَیں بہ حیثیتِ ناظم اس پروگرام کی صدارت کے لیے ایک ایسی شخصیت کا نامِ نامی پیش کرتا ہوں جن کی قربانیوں کے پھول، جن کے ایثار کی کہکشاں، جن کے لفظوں کی چاندنی، جن کے تجربات کے ماہ پارے کی چمک دمک کی انفرادیت کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ؎

جنونِ شوق میں جس سمت بے ارادہ چلے
ہم اپنے قافلے والوں سے کچھ زیادہ چلے

تو لیجیے جملہ سامعین کی تائید و حمایت سے مَیں محترم... صاحب کا اسمِ گرامی آج کی اس تقریب کی صدارت کے لیے پیش کرتا ہوں اور صدر موصوف سے ملتمس ہوں کہ وہ اجلاس کی کارروائی کو آگے بڑھانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔‘‘

(۵) اَغراض ومقاصد

جس طرح سورج کا طلوع ہونا اپنے پیچھے کائناتِ ارضی کو منور ومجلّا کرنے کا مقصد رکھتا ہے اور دانے کا زمین میں بویا جانا غرض رکھتا ہے ہزار دانوں کو جنم دینا۔ اسی طرح آج کی یہ تقریب بھی اپنے آپ میں مختلف مقاصد رکھتی ہے۔ لہٰذا آیئے محترم/محترمہ..................
..................صاحب/صاحبہ، سے اِن مقاصد کو بہ غور سماعت کریں۔''

(۶) مہمانوں کا تعارف وگل پیشی

ناظم کو چاہیے کہ اس مرحلے میں زیادہ بہتر ہے کہ وہ حد درجہ اختصار اور جامعیت کا خیال رکھے۔ اپنی نظامت کو کسی بھی طور خطابت نہ بننے دے۔

اِس کے لیے ہم ایسا کرسکتے ہیں کہ جس شخصیت کی گل پیشی ہے براہِ راست اس کا نام پیش کردیا جائے اور جب اس کو پھول دیا جارہا ہے اسی دوران دوچار جملوں میں اس کا تعارف پیش کردیا جائے، ہوسکے تو اشعار کا استعمال بھی ہو۔ اگر ناظم کے علاوہ کوئی دوسرا مہمانوں کے تعارف کا فریضہ انجام دے رہا ہے تو اسے بھی چاہیے کہ وہ اپنی بات کو طول نہ دے بلکہ مختصر اور جامع انداز اختیار کرے۔

بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ تعارف کرنے والے حضرات وقت کی نزاکت کو نہ سمجھتے ہوئے ایسا لمبا چوڑا تعارف پیش کرنا شروع کردیتے ہیں کہ ان کے تعارفی کلمات بجائے خود ایک طویل تقریر کی حیثیت اختیار کرلیتے ہیں۔ یہاں اس امر کو بھی ملحوظ رکھیں کہ شخصیت کے اندر جو اوصاف پائے جائیں انھیں کا اظہار کیا جائے بے جا مبالغہ آرائی سے پرہیز کریں۔ کیوں کہ یہی مرحلہ سامعین پر سب سے زیادہ گراں گذرتا ہے۔

(۷) تاثرات

اس مرحلے میں ناظم بھرپور اور جان دار طریقے سے مقرر کا تعارف پیش کرسکتا ہے۔ جملوں اور اشعار کی مدد سے شخصیت کو اجاگر کرسکتا ہے۔ مقرر کو مدعو کرنے سے پہلے ناظم پورے جوش وخروش کے ساتھ ماحول بنائے تاکہ سامعین وحاضرین اس کے تاثرات کو سماعت کرنے کے لیے ہمہ تن گوش ہوجائیں۔

(اگر تاثرات کے لیے کوئی تدریسی شخصیت ہے تو اس طرح انھیں دعوتِ سخن دی جاسکتی ہے)

مثال: ''حاضرین! اب مَیں آپ کا ذائقہ اور چاشنی بدلنے کے لیے نشاط وانبساط پیدا کرنے کے لیے بیان وتاثرات کے اس ماحول میں لے چلتا ہوں جہاں زندگی وشگفتگی سے بھرپور تاثرات سماعت کرنے کا موقع ملے گا۔

سامعینِ کرام! ہم دیکھتے ہیں کہ بڑی بڑی خوب صورت لکڑی کی عمارتیں تیار ہوجاتی ہیں، لیکن یہ کوئی نہیں جانتا کہ عمارت کے لیے کتنے درختوں کو شہید کردیا گیا ہے۔ سونے چاندی اور دیگر دھاتوں سے حکومتِ وقت کا خزانا لبریز ہوجاتا ہے مگر یہ کوئی نہیں جانتا کہ زمین کے سینے کو کیسے کیسے چھلنی کیا گیا ہے۔ بچہ فوراً سوالوں کے جوابات دے دیتا ہے اپنے سبق کو یاد کرلیتا ہے، وہ نظم وضبط اور اچھی عادات کا پیکر بن گیا ہے مگر یہ کم لوگ جانتے ہیں کہ اس کے پیچھے اساتذہ اور معلمات کی کتنی قربانیاں، ایثار اور محنت پوشیدہ ہے۔

بے شمار محنت اور جاں فشانی سے اپنا کام کرنے والی شخصیت محترم/محترمہ..................
..................صاحب/صاحبہ، کو میں تاثرات کے لیے اس شعر سے مدعو کررہا ہوں کہ ؎

فلک پر جب چمکتا ہے ہمارے عزم کا سورج
اندھیرے خود بہ خود تاریکیوں میں ڈوب جاتے ہیں

اور یہ کہ ؎

تعلیم کو لکھیں گے اگر تاج محل ہم
اس پیکرِ تدریس کو محراب لکھیں گے''

علاوہ ازیں مختلف مذہبی، تعلیمی، سماجی، سیاسی اور اصلاحی شخصیات کو تاثرات کے لیے بلانے سے قبل ناظم اپنے طور پر مختصر اور جامع تمہیدی کلمات ادا کرے اور بروقت موزوں و مناسب اشعار کا استعمال کرتے ہوئے اپنی نظامت کو پُر لطف بنائے۔ کتاب کے اخیر میں اشعار تو درج کیے گئے ہیں ذیل میں سرسری چند مثالیں ملاحظہ کریں۔

مثالیں: اگر کوئی مذہبی شخصیت ہے تو ان مصرعوں کا استعمال کیا جاسکتا ہے ؎

خالق نے جنھیں دیا ہے زر دیتے ہیں
زر کیا خدا کی راہ میں گھر دیتے ہیں
اپنا سرمایا ہے فقط رکوع و سجود
ساماں نہیں رکھتے سر دیتے ہیں

(نامعلوم)

☆ اگر تعلیمی شخصیت ہو تو ان مصرعوں کا استعمال کیا جاسکتا ہے ؎

چل پڑے ہم جس طرف بھی آبلہ پایانِ شوق
خار سے گل اور گل سے گلستاں بنتا گیا

(مجروح)

آہ کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تو، رہرو بھی تو، رہبر بھی تو منزل بھی تو
کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
ناخدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو

(ڈاکٹر اقبالؔ)

☆ اگر سماجی شخصیت ہو تو ان مصرعوں کا استعمال کیا جاسکتا ہے ؎

سحر انسانیت کا ہے تقاضا دہرِ فانی میں
کسی کے کام آجائے تو اپنی زندگی دے دو

(نامعلوم)

☆ اگر سیاسی شخصیت ہو تو ان مصرعوں کا استعمال کیا جاسکتا ہے ؎

ہم آتشِ سوزاں میں بھی حق بات کہیں گے
کندن کی طرح دہر میں تابندہ رہیں گے
تاریخ بتاتی ہے کہ ہر دورِ ستم میں
ہم زندہ تھے، ہم زندہ ہیں، ہم زندہ رہیں گے

(نامعلوم)

....

(۸) اعزازات

یہ مرحلہ یوں تو ہر تقریب میں نہیں رہتا لیکن اگر کسی پروگرام میں آیا تو اعزازات پانے والوں کی حوصلہ افزائی اور پذیرائی کے لیے کچھ کلمات اور اشعار ناظم کی طرف سے پیش ہوں تو سامعین کی دل چسپی بڑھ جاتی ہے اور صاحبانِ اعزاز کے حوصلے بلند ہوتے ہیں۔ اس طرح کے چند اشعار کہہ جاسکتے ہیں ؎

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

....

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

....

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

....

پرواز ہو تری شاہین کی پرواز سے آگے
رکھنا ہے قدم وقت کی آواز سے آگے

....

(۹) خطبۂ صدارت

صدر صاحب کا تعارف کراتے ہوئے۔ان کی شخصیت کی مناسبت سے موزوں کلمات اور اشعار کا استعمال کرتے ہوئے انھیں خطبۂ صدارت کے لیے دعوتِ سخن دی جائے۔

(صدر صاحب اگر درس و تدریس سے منسلک ہوں تو انھیں اس طرح بلایا جاسکتا ہے) ؎

"نغمۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر　　اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

سامعینِ مکرم! آج کے اس دل کش پروگرام کی صدارت کے لیے ہمارے درمیان وہ شخصیت جلوہ افروز ہے۔ جس نے اپنی عملی زندگی میں مختلف پہلوؤں سے شہرِ عزیز کو متاثر کیا ہے۔ بالخصوص درس و تدریس کے شعبے میں ان کی گراں قدر خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ان کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔موصوف کے ایثار و قربانی اور خلوص و محبت کی ایک الگ کہانی اور طویل داستان ہے۔بس یوں سمجھیے کہ شہرِ عزیز کی تعلیمی فضا میں انھوں نے جو گہرے اور اُجلے نقوش مرتب کیے ہیں، ان کے تذکروں کے بغیر ہماری تعلیمی ترقی کی تاریخ نامکمل رہے گی۔ یہ ہماری خوش بختی ہے کہ موصوف آج کی تقریب کے صدر نشین ہیں۔اِن مصرعوں کے تناظر میں بہ صد احترام انھیں آواز دیتا ہوں کہ ؎

اس تند سیاہی کے پگھلنے کی خبر دے
دے پہلی اذاں رات کے ڈھلنے کی خبر دے
اے ساعتِ اوّل کے ضیا ساز مکرم
رنگوں کی سواری کے نکلنے کی خبر دے
(نامعلوم)

اور یہ کہ ؎

درس ایسا دے کہ آزردۂ منزل نہ ہو　　فکر لاحاصل نہ ہو اندیشۂ باطل نہ ہو
(ڈاکٹر اقبال)

اب آپ کے روبہ رو صدر موصوف اپنی پُر مغز اور معلومات افزا گفتگو کے ساتھ......"

(۱۰) رسمِ شکریہ

اس مرحلے تک سامعین اپنے اندر اکتاہٹ محسوس کرنے لگتے ہیں۔اس لیے ناظم کو چاہیے کہ بلا کسی تمہید کے براہِ راست رسمِ شکریہ ادا کرنے والی شخصیت کو آواز دے دے۔اور رسمِ شکریہ کے بعد ایک اچھے ناظم کا کام یہ ہے کہ وہ مائک پر آکر اعلان کرے کہ صدر صاحب کی اجازت سے پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا جاتا ہے۔

(رسمِ شکریہ ادا کرنے والے حضرات کو بھی اس بات کا بھرپور خیال رکھنا چاہیے کہ پروگرام جب اپنی اختتامی منزل تک پہنچنے لگتا ہے تو سامعین کے مزاج اور موڈ میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے۔اس لیے رسمِ شکریہ کو تقریر نہ بننے دیں۔ جتنے مختصر ترین اور جامع انداز کو وہ اختیار کرسکتے ہیں اتنی ہی ان کی بات کو لوگ بہ غور سنیں گے نہیں تو دیکھا یہ جاتا ہے کہ اگر رسمِ شکریہ طوالت اختیار کرنے لگتی ہے تو حاضرین جلسہ گاہ سے ایک ایک کر کے نکلنے لگتے ہیں جو کہ بھلا معلوم نہیں ہوتا۔)



تلاوت اور حمد و نعت کی مزید چند مثالیں

تلاوتِ کلامِ پاک

مثال:(۱)

''ہر خشک و تر میں تو بسا ، ہر کوئی ہے تیرا گدا
مری ابتدا مری انتہا ترے نام سے ترے نام سے

(مؤلف)

اللہ رحمٰن و رحیم کے مقدس ترین نام سے محفل کا آغاز کرتے ہیں کہ تمام تر تعریفیں اسی کے نام مختص ہیں......وہی ہمارا خالق ہے......وہی ہمارا مالک ہے......اسی سے جہاں کی بہار ہے......اسی سے دل کو قرار ہے......اسی کے یہ لیل و نہار ہیں......اسی کے یہ دریا و کوہ سار ہیں ؎

کعبہ اسی کا اور حرا بھی اسی کا ہے ‏ ‏ ‏ میرے لبوں پہ حرفِ دعا بھی اسی کا ہے
مشکل تھی ورنہ معنی و مفہوم کی نمود ‏ ‏ ‏ یہ خامۂ طلسم کشا بھی اسی کا ہے

سامعینِ باتمکین! انعقادِ بزمِ لوح وقلم اسی کے مقدس نام اور مبارک کلام سے کرتے ہیں......وہ قرآن جو سرچشمۂ ہدایت ہے......وہ قرآن جو رمزِ کائنات کا خزینہ ہے......وہ قرآن جو معرفت وہدایت کا گنجینہ ہے......وہ قرآن جس نے نہ جانے کتنے شقی دلوں کی دنیا بدل کر انھیں سعادت مندوں کی صف کا امام واجبُ الاحترام بنادیا......آیئے اسی قرآنِ کریم کی آیاتِ طیبات کی تلاوت سے ہم اپنی اس تقریب کا آغاز کریں۔ تلاوتِ کلامِ ربانی کے لیے،
محترم/محترمہ..........................صاحب/صاحبہ کو کہ ان مصرعوں سے آواز دے رہا ہوں کہ وہ آئیں اور اس بزمِ نطق وبیاں کا افتتاح فرمائیں ؎

سناؤ نغمۂ قرآں کہ ہم بیدار ہوجائیں
اندھیروں سے نکل کر صاحبِ انوار ہوجائیں''

مثال:(۲)

''آغاز تیرے نام سے اے کارسازِ دوجہاں
رحمت تری سب سے سوا تو سب سے بڑھ کر مہرباں

....

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا

جس نے اپنے نبیِ امی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلا سبق ''اقرا'' کا پڑھایا۔ آج ہم جس پروگرام کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ صرف اُسی کا آغاز ہی نہیں بل کہ ہر کام کا آغاز اسی خالقِ کائنات اور مالکِ کائنات کے نامِ نامی سے ہونا لازمی ہے جس کے حکمِ کُن کی تعمیل آج بھی جاری وساری ہے۔ جیسے ڈاکٹر اقبال نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ ؎

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے ابھی تک صدائے کُن فیکون

گویا آج دنیا کا کوئی پتہ بھی ہلتا ہے تو اسی کے حکم کے تحت۔
تو یہ ہماری سعادت مندی اور نیک بختی ہے کہ آج ہم اُس خالقِ بے مثال کو یاد کریں، جو احسن الخالقین ہے اور جس نے اپنے بندوں کو صرف بنایا ہی نہیں بل کہ نطق و بیان کی قوت بھی عطا کی اور اشرف المخلوقات کا تاج بھی پہنایا۔ اس لیے ہمارے لیے لازمی اور ضروری ہے کہ ہم اپنے رحمٰن و رحیم، ستار و قہار رب العزت کو ہر لحہ یاد رکھیں۔
کسی کلام کی کیا بساط کہ اس کے کلام سے پہلے جگہ پانے کے اہل ہو؟......لہٰذا میں اس تمہید کو مختصر کرتے ہوئے گنجینۂ حق وصداقت اور صحیفۂ رشد وہدایت یعنی کلامِ ربّانی کی تلاوت کے لیے بہ صد محبت آواز دے رہا ہوں محترم/محترمہ..........................صاحب/صاحبہ، کو کہ وہ آئیں اور اس تقریب کا آغاز فرمائیں۔''

مثال:(۳)

''اسی کے ذکر سے معراجِ بندگی ہوگی
اسی کی بات سے تکمیلِ آرزو کرنا
اسی کے نام ہیں مختص تمام تعریفیں
اسی کے نام سے آغازِ گفتگو کرنا

(مؤلف)

کس کے نام سے آغازِ گفتگو کرنا؟ ......اُسی کے نام سے...... جو ہمارا اللہ ہے...... خالقِ ارض وسماوات ہے...... جس کے دم سے یہ کائنات منبعِ خیر و برکات ہے...... جو سارے عالمین کا پالنہار ہے...... جو ہمارا پروردگار ہے...... وہی جو روزِ جزاوسزا کا مالک ہے......

اسی کے مقدس کلام کی تلاوت سے محفل کا آغاز کرتے ہیں۔ جسے لوگوں کی ہدایت کے لیے ربِ کائنات نے اپنے نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ وہ قرآن جو امتِ مسلمہ کی روح ہے۔ جس نے درندہ صفت انسانوں کو امن وانصاف کی دولتِ لازوال سے مالا مال کیا۔ جس نے اونٹوں کے چرواہوں کو سالارِ کارواں بنایا۔ جس نے ساری دنیا میں امن ومساوات، عزت وحرمت، امانت ودیانت عصمت وعفت، صداقت وعدالت، سخاوت وشجاعت اور مروت ومؤدت کا درس دیا۔ جہالت کا نقشہ مٹایا۔ علم وعمل کی بادِ بہاری چلائی۔ وہ مقدس قرآن جس کا پڑھنا پڑھانا بھی عبادت ہے اور سننا بھی عبادت، یہی نہیں بلکہ جس کا دیکھنا بھی عبادت ہے ؎

جہالت کا نقشہ مٹا کر دلوں سے
ہدایت کا رَستا چلاتا ہے قرآں

آیئے اسی دل کش اور پُر تاثیر کلام کی تلاوت سے محفل کا آغاز کریں جس کی فصاحت و بلاغت، سلاست و روانی، ترکیبِ حُسن، وسعتِ معانی اور گہرائی و گیرائی کا کوئی جواب نہیں۔ تلاوتِ کلامِ پاک کے تازہ ترین گلاب کی خوشبوئیں بکھیرنے کے لیے آپ کے روبہ رو قاریِ خوش الحان محترم/محترمہ......... صاحب/صاحبہ۔''

مثال:(۴)

''آغازِ محفل لوح وقلم اللہ جل شانہٗ کے مقدس ترین نام سے، جو لفظوں کا خالق ہے...... حرفوں کا مالک ہے...... تحریروں کا پروردگار ہے...... بے ستوں آسمانوں کا معمار ہے...... خاک پر رنگ، نور اور خوشبو کا تابندہ اظہار ہے...... چاند سورج ستاروں میں اس کی ضیا...... اس نے ہی سیپیوں میں گہر ٹانک کر...... بحر کو ناز کرنے کا موقع دیا...... موسموں کا تغیر وہی...... جگمگاتی ہوئی فصل میں سوز ونم کا تصور وہی...... زمیں کا چاند بھی وہ مُشک بھی گلاب بھی وہ...... ؎

بطونِ سنگ میں کیڑوں کو پالنے والا
حصارِ شب سے وہ سورج نکالنے والا

(مؤلف)

وہ خدا...... وہ بزرگ و برتر خدا...... جس نے اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ بے مثال کلام نازل فرمایا جس کی نظیر کوئی نہیں پیش کرسکتا...... کہ ع

اُس کلام سے افضل کوئی کلام نہیں

آیئے! اُسی افضل ترین کلام سے محفل کا آغاز کرتے ہیں تاکہ یہ تقریب بابرکت اور بارونق بن جائے۔ لہٰذا اب بلا کسی تاخیر محترم/محترمہ......... صاحب/صاحبہ، کو ان مصرعوں کے تناظر میں دعوتِ تلاوت دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور قرآنی آیات کے نور سے محفل میں اُجالوں کا شامیانہ تان دیں ؎

سناؤ قرأت اصحابِ دہر کو
ظلمتِ شب سے نکالو سَحَر کو
کیا تمہیں معلوم نہیں کہ قرأت نے
بدل ڈالا تھا تقدیرِ عمر کو''

(نامعلوم)

حمدِ باریِ تعالیٰ

مثال:(۱)

''سامعینِ محترم! مرحبا صد مرحبا! ابھی ابھی محترم المقام قاری صاحب اپنے دل کش اور متاثر کن لب و لہجے میں اللہ رحمٰن و رحیم کے مقدس ترین کلام کی تلاوت سے ہمارے قلوب و اذہان کو منور و مجلّا فرما رہے تھے۔ یوں تو تلاوتِ قرآن بھی خداوندِ قدوس کی کبریائی اور عظمت کا بیان ہے۔لیکن دستور کے مطابق ہم بارگاہِ خداوندی میں بعدِ تلاوت، حمدِ پاک کا منظوم نذرانۂ بندگی پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں،......حمد کیا ہے؟ حمد...... ؎

حمد ہے لفظِ مکرم
حمد ہے لفظِ معظم
حمد خود وجہِ بزرگی، حمد خود فن کی حیات
حمد ہے جانِ سخن
حمد سامانِ نجات
حمد ہے وجہِ سکوں
حمد ہے ربِّ جہاں کے اوصافِ اعلیٰ کا بیان
حمد ہے معبودِ یکتا کے تشکر کا نشان
حمد ہے نورِ نگاہ، حمد رونقِ قلوب

(مؤلف)

تو آیئے! اپنی مترنم اور پُرسوز آواز سے قلب و نظر کو حمدِ باریِ تعالیٰ سے صیقل و مصفّا کرنے کے لیے مَیں محترم/محترمہ...............صاحب/ صاحبہ کو آواز دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور حمدِ باریِ تعالیٰ کا تحفۂ بندگی پیش کریں۔''

مثال:(۲)

''ماشآء اللہ! سبحان اللہ! ابھی ابھی قادرِ مطلق جل شانہٗ کے جلالت مآب کلام کی تلاوت سے ہماری فکر و نظر کو طہارت و پاکیزگی سے ہم کنار کر رہے تھے محترم قاری صاحب،

اُسی خدائے لایزال کی حمد و ثنا بیاں کریں کہ جس کے نازل کردہ کلام سے ہم نے اپنی محفل کا آغاز کیا۔ آیئے! اسی ربِ عظیم کی شانِ عزت و عظمت نشان میں حمدِ پاک کا نذرانۂ خلوص پیش کریں۔ جس کی عظمت و کبریائی کی تسبیح و تمجید کے ترانے کائناتِ عالم کے ذرّے ذرّے گاتے ہیں۔ تتلی کا رقص ہو یا گل کی ادا، موجِ خرام ہو یا بادِ صبا، صبح کی دل کشی ہو یا شام کی رعنائی، ستاروں کی چمک ہو یا چاندنی کی ردا، موجوں کا سکوت ہو یا گرداب کا وجد، آب شاروں کا ترنم ہو یا آبِ جُو کی صدا، ہر خشک و تر کے لب پہ جاری ہے بس اُسی کی حمد و ثنا، اُسی کی تعریف و توصیف ؎

یہ پھوٹتی سَحَر تری شانِ وجود ہے
مہکی ہوئی شفق کی حنا تیری حمد ہے
دیکھیں ہیں سات رنگ رکوع و سجود میں
قوسِ قُزح کی ساری کتھا تیری حمد ہے

جاننا چاہیے کہ:- برگِ درختانِ سبز ورق ورق بن جائیں گر
قلم بنیں سارے شجر
سیاہی بنیں سارے بحر
واجباتِ حمد کی تکمیل پھر بھی نہ ہوگی
واجباتِ حمد کی تکمیل پھر بھی نہ ہوگی

یہ سچ ہے کہ ربِ کائنات جل جلالہٗ کی حمد و ثنا کا کوئی بھی بندہ حق ادا نہیں کرسکتا، لیکن ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کی بارگاہ میں ہمیشہ تشکر طراز رہیں اور اپنے آپ کو ہر لمحہ اُس کی حمد و ثنا میں مصروف رکھیں تو آیئے! انکسارِ عبدیت سے مملو نذرانۂ حمد لے کر آپ کے روبہ رو، محترم/محترمہ...............صاحب/صاحبہ۔''

مثال:(۳)

''صد آفریں! صد آفریں! پرودگارِ عالم، قہار و جبار، رحمٰن و رحیم جل جلالہٗ و عم نوالہٗ کے بے مثال و لازوال کلامِ پاک کی تلاوت سے باضابطہ اس تقریب کا آغاز ہوگیا ہے۔

تلاوت کے اِس پُر کیف و پُر جلال ماحول میں ہم اپنی بندگی اور غلامی کا عاجزانہ اظہار کرتے ہوئے اُس کی تعریف و توصیف کے چراغ روشن کرلیں کہ جس کے قبضۂ قدرت میں ہر کسی کی جان ہے۔ وہی سب کا مالکِ حقیقی اور خالق و معبود ہے۔ جس کی ذاتِ جلالت مآب کے لیے حمد کا نذرانہ پیش کرنے سے پہلے دریچۂ ذہن سے یہ مصرعے ابھرتے ہیں کہ ؎

ہر سانس تری محتاجِ کرم   ہر دھڑکن تیری دست نگر
ہر نور ترا ہی عکسِ جمیل   ہر ظلمتِ شب ہے تیرا ہنر

....

تُو لفظِ اُحد کی گہرائی   تُو لفظِ صمد کی گیرائی
تو آخرِ شب کی رعنائی   تو جنبشِ لب کی شہنائی

....

تُو وسعتِ بحر و ارض و سما   تُو شوکتِ انجم و مہر و ماہ
تُو رقصِ لہو تُو ذوقِ نظر   تُو رونقِ دل تُو تابِ نگاہ

(آثر صدیقی)

آیئے! ان ہی مصرعوں کے تناظر میں منظوم حمد یہ ارمغانِ بندگی بارگاہِ صمدیت میں نذر کرنے کے لیے مترنم لب و لہجے کے حامل محترم/محترمہ.......................صاحب/صاحبہ، آپ کے سامنے تشریف لا رہے ہیں ؎

تیرے الفاظ کے نغموں کے تقدس کی قسم
تجھ میں بلبل کی چہک گل کی مہک سب کچھ ہے''

مثال:(۴)

''سبحان اللہ! سبحان اللہ! رب العزت، قادرِ مطلق، خلاقِ عالم جل مجدہٗ کے مقدس و متبرک کلام کی تلاوت سے ایک کیف آگیں سماں پیدا ہوگیا۔ ایک طرف مؤدبانہ سکوت تو دوسری طرف ایمان افروز خاموشی طاری ہوگئی۔

اسی باادب اور پُر جلال سکوت و خاموشی کے سائے میں اُس ذاتِ باعظمت و منزلت کی شانِ رفعت نشان میں حمدِ پاک کے گلہائے عقیدت و محبت نچھاور کریں کہ جس کی تکبیریں، جس کی تہلیلیں اور جس کی تمجیدیں گلاب کی خوشبوؤں میں بھی رچی ہیں تو یاسمین کی مہک میں بھی۔ چمن کی دلکشیوں میں بسی ہیں تو گلوں کی تازگیوں میں بھی۔ جوہی کی چٹک میں ہے تو چنبیلی کی مہک میں بھی۔ شمس و قمر کی چمک میں ہے تو کہکشاؤں کی دمک میں بھی۔ فضاؤں کی راگنی میں اسی کی حمد کے ترانے ہیں تو ہواؤں کی نغمگی میں بھی۔ ہر کام کی ابتدا اسی کی حمد سے۔ ہر کام کی انتہا بھی اسی کی حمد سے ؎

مری ابتدا مری انتہا ترے فضل سے تجھے حمد ہے
یہ مرا بیان و مری زباں ترے فضل سے تجھے حمد ہے
یہ شفق میں جو ہے حنائی رنگ، یہ جو مہر میں ہے طلائی رنگ
یہ قمر کا نور بھی یا خدا ترے فضل سے تجھے حمد ہے
یہ ستارے تارے یہ کہکشاں، یہ زماں زمین یہ آسماں
یہ مکیں مکاں ہوئے ضَوفشاں ترے فضل سے تجھے حمد ہے
یہ سمن و سوسن و یاسمن، یہ بنفشہ سنبل و نسترن
ہوئے مُشک بُو جو یہ برملا ترے فضل سے تجھے حمد ہے

(مؤلف)

تو آیئے! بلا کسی تاخیر کے آپ کے سامنے اپنی مدھر آوازوں سے کانوں میں رس گھولنے کے لیے حمد پاک کا نذرانہ لے کر محترم/محترمہ.......................صاحب/صاحبہ، آپ کے سامنے۔''

نعتِ پاک

مثال:(۱)

"سامعینِ محترم! مرحبا صد مرحبا! صد آفریں! ابھی ابھی آپ کے سامنے حمدِ باریِ تعالیٰ کے خوب صورت گلاب کھلا رہے تھے محترم/محترمہ..................صاحب/صاحبہ، جس کی خوشبو سے مشامِ جان و ایمان معطر و معنبر ہو رہی تھی۔ آیئے! اب بہ صد احترام و عقیدت ذکرِ جمیل کریں اُس مقدس ترین ہستی کا جو وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ جو طٰہٰ و یٰسین، مزمّل و مدثّر، منذر و نذیر اور سراجِ منیر ہیں۔ سوچیے تو سہی! یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ذکرِ الٰہی سنتِ مصطفیٰ ہے اور ذکرِ مصطفیٰ سنت الٰہیہ، اسی لیے کہنے والے نے یوں رطب اللسانی کی ہے کہ ؎

کیوں نہ ہم پڑھے جائیں نعتِ مصطفیٰ ہردم
جب کہ خود کلام اللہ نعتِ جانِ رحمت ہے
(سید نظمی میاں مارہروی)

نعت کیا ہے؟ نعت......نعت......
نعت حرفِ معتبر، نعت لفظِ محترم
نعت ہے وجہِ نجات، نعت ہے نورِ لحد، نعت ہے روحِ حیات
نعت کا مرہونِ منت قلبِ مضطر کا قرار
نعت ہی سے ہے فروزاں قنادیلِ قلب و نظر
نعت ہی سے محتشم ہر محفلِ لوح و قلم
نعت حریمِ جاناں میں ہے اذانِ شوق بھی
نعت آبروئے فن، نعت معراجِ ذوق بھی
پھوٹتی ہے خالقِ کل کے کلامِ پاک سے لمعانیِ نعتِ رسول
نورانیتِ وصفِ حضور، لاریب! ذکرِ مصطفیٰ تمثیلِ بندگی بھی ہے
معبود کی سنت بھی ہے، معبود کی سنت بھی ہے (مؤلف)

تو آئیں! معبودِ برحق کی سنت کو ادا کرنے کے لیے آپ کے سامنے،
محترم/محترمہ..................صاحب/صاحبہ۔"

مثال:(۲)

"سبحان اللہ! سبحان اللہ! سامعینِ باتمکین! حمدِ باریِ تعالیٰ کے پُر کیف و پُر نور ماحول سے ہم آگے بڑھتے ہوئے اپنے صاف و شفاف آئینۂ دل میں ایک ایسی مکرم و معظم اور مقدس و مطہر ذاتِ والا صفات کا جلوۂ جہاں آرا دیکھیں اور بات کریں، اس رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ہمارے مونس و غم خوار ہیں، تذکرہ کریں اس محبوبِ کردگار (ﷺ) کا جو کشتیِ امت کے کھیون ہار ہیں، جو تاج دارِ حرم ہیں، شہرِ یارِ ارم ہیں، نو بہارِ شفاعت، فخرِ رسل اور سیدِ کل ہیں۔ ؎

وہ دانائے سبل مولائے کل ختم الرسل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا
(ڈاکٹر اقبال)

غبارِ راہ کو وادیِ سینا کی تجلیاتِ بے کراں سے منور و مجلّا کرنے والا کون؟......وہی ہے جو محبوبِ ربّ کائنات ہے، وہی ہے جو وجہِ تخلیقِ کائنات ہے۔ اسی کے صدقے سے نظامِ جہاں کی رنگینیاں برقرار ہیں، اسی کے صدقے سے صبح و شام کی دلکشیوں کا دارومدار ہے۔

اُسی خیر الوریٰ، خیر البشر، جمیل الشیم، شفیع الامم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے مملو نعتِ پاک کا نذرانۂ خلوص و عقیدت ہم بہ صد احترام و محبت پیش کرتے ہوئے قلب و نظر کو پاکیزگی کا سامان بہم کرتے ہیں اور ان مصرعوں سے محترم/محترمہ.................. صاحب/صاحبہ کو دعوتِ سخن ہے کہ وہ آئیں اور نغمۂ نعت سے محفل پر روحانی و وجدانی سماں طاری کردیں۔ ؎

ظلمتِ قبر کی تنویر کا ساماں کرلیں
تیرگی بڑھنے سے پہلے ہی فروزاں کرلیں
شاہِ کونین کی الفت کے جلا کر دیپک
دل کی دنیا میں ہر اک سمت چراغاں کرلیں
(مؤلف)

مثال:(۳)

''چند لمحوں میں ہے ماحول نکھرنے والا
وادیِ شب میں ہے مہتاب اُترنے والا
ذرّۂ خاک سے آتی ہے گلابوں کی مہک
گل بدن کون ہے رستے سے گذرنے والا

مرحبا! مرحبا! صد آفریں! سامعینِ مکرم! آدم کی یہ بوڑھی زمین جاہ وحشمت اور جلالت وجبروت کے قصے بہت سن چکی۔

آؤ! عقیدت واحترام سے اپنی شکستہ جبینوں کو اُس کی مقدس دہلیز پر جھکادیں، جس نے انسانیت کے دامن کو مالا مال کیا اور اسے اوجِ ثریا تک پہنچایا۔

اِس چمکتی آنکھ والے سورج نے شان وشوکت، عروج وزوال اور اقبال واَدبار کے اَن گنت ادوار دیکھے۔

آؤ! عزت وخلوص سے خراجِ محبت کے بوسے اس درِ اقدس پر ثبت کردیں۔ تذکرہ کریں اُس ذاتِ اقدس کا...... جس نے زندگی کی تاریک راہوں کو اپنے اسوۂ حسنہ کی چمک دمک سے روشن وتابناک فرمادیا۔

بات کریں اُس ظلمت شکن پیمبر کی...... جس کا لفظ لفظ ماہ تاب اور جس کا ہر کلام سورج ہے۔

قصیدہ خواں ہوں اس دربارِ رسالت مآب (ﷺ) میں...... جس کی بوسیدہ چادر پر ردائے کہکشاں جاں نثار ہے۔ یتیموں کے والی، بیواوں کے دست گیر کی بارگاہ میں ارمغانِ نعت لے کر محترم/محترمہ..............................صاحب/صاحبہ، آپ حضرات کے روبہ رو۔

اب آؤ! وصفِ شہ دوجہاں کی بات کریں
بہم اسی طرح ہم توشۂ نجات کریں
مِٹا دیں ظلمتِ قلبِ مُشاہدِ خستہ
اے جانِ نورِ مجلّا مری حیات کریں'

مثال:(۴)

''سبحان اللہ! ماشآء اللہ! بات چل رہی تھی ربِّ ذوالجلال والاکرام کی، اب آئیں تذکرہ خیر کریں رحمتِ عالم وعالمیان (ﷺ) کا، تذکرہ اُس عالی مرتبت کا اور ہم جیسے بے حیثیت...... ہم کیا؟ ہماری اوقات کیا؟...... کہ اُس عالی وقار کی بات کریں جس کو عرش والے نے سراجاً منیرا فرمایا۔

ہاں! ذکرِ جمیل ہے اسی رحمتِ عالم (ﷺ) کا، جس کے لیے زمین، چاند، سورج، ستارے، شجر وحجر، برگ وثمر، لعل وگہر، بحر وبر، اور کائناتِ عالم کے دل کش مناظر، اُس خدائے قدیر وجبار نے سجائے اور فرمایا کہ بے شک! ''محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(حضرت رضاؔ بریلوی)

ہم اس سرکارِ مدینہ کی تعریف وتوصیف کیسے کریں؟ اُن کی بارگاہِ عزت مآب میں کس طرح نعتِ پاک کا تحفہ پیش کریں کہ جن کا ذکرِ خیر قرآن کے پاروں میں ہے۔ وہ ظہورِ انسانیتِ کبرا، وہ مجسمۂ نعمتِ الٰہیہ، وہ معلمِ کتاب وحکمت، وہ فتح یابِ قلوبِ انسانی، وہ علم آموزِ درس گاہِ ہدایت، وہ خلوت نشینِ شبستانِ معرفت، وہ نورِ مبین جس سے چمکی فاراں کی چوٹی وہ مالکِ کوثر وہ صاحبِ قاب قوسین، جو ممدوحِ رب العالمین ہیں۔ آیئے! بہ صد احترام وعقیدت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ نعت پیش کریں، جس کے لیے تشریف لا رہے ہیں مترنم لب ولہجے کے حامل محترم/محترمہ..............................صاحب/صاحبہ،

ہر سو بکھرے ہیں خیالات میں دربار کے پھول
ہم نے اشکوں میں چھپا رکھے ہیں دیدار کے پھول
بزمِ اخلاص کو خوشبو کی ضرورت ہے بہت
مسندِ وقت پہ رکھ دو مرے غم خوار کے پھول
اُن کے ہر لفظ میں پنہاں ہے جلوسِ خوشبو
چوم لیتا ہوں عقیدت سے میں سرکار کے پھول

(۲)

مختلف تقریبات کے لیے نظامت

اسکولوں میں منائے جانے والے مختلف ''دنوں'' کو مدِ نظر رکھ کر چند ایک کے لیے تمہیدی کلمات درج کیے جارہے ہیں ناظم اپنے طور پر معمولی تبدیلی کے ساتھ فریضۂ نظامت کے دوران ان کا استعمال کرسکتا ہے۔

مختلف تقریبات کے لیے نظامت

سال بھر اسکولوں میں مختلف تقریبات کا انعقاد کیا جاتا رہتا ہے۔ اور الگ الگ دن بھی منائے جاتے ہیں۔ مثلاً: یومِ ماں، یومِ تعلیم، یومِ جمہوریہ، یومِ آزادی، یومِ مہاراشٹر، یومِ اردو، یومِ اساتذہ، یومِ خواتین، یومِ اطفال، یومِ ماحولیات، الوداعی تقریب، استقبالیہ تقریب، شعری نشست اور مختلف نوعیت کے مقابلے وغیرہ منعقد کیے جاتے ہیں۔

کتاب کے شروع میں درج کی گئی ہدایات کو بہ غور پڑھنے کے بعد اس پر عمل کرتے ہوئے ہم کسی بھی پروگرام کی کامیاب نظامت کرسکتے ہیں۔ ''پروگرام کی ترتیب'' عنوان کے تحت پروگرام کے مختلف عمومی مراحل کو پیچھے تحریر کیا جاچکا ہے۔ اپنے اعتبار سے اجلاس کی بدلتی نوعیتوں میں ان مراحل میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔

نمونے کے طور کسی بھی تقریب کے مکمل عمومی مراحل کی تفصیل بھی ہم نے پیچھے ملاحظہ کرلی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ تلاوتِ کلامِ پاک اور حمد و نعت کے لیے مزید 4/4 مثالیں بھی مع چند اشعار پیش کردی گئی ہیں جن سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے مطالعہ میں اضافہ کرکے اپنی نظامت کو مؤثر اور پُرکشش بنایا جاسکتا ہے۔

سال بھر اسکولوں میں ہونے والی مختلف تقریبات کی نظامت کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم سب سے پہلے ایک جامع اور مختصر تمہید پیش کردیں اور اس کے بعد تلاوت اور حمد و نعت کے لیے مدعو کریں اور اگلے مراحل کو حسبِ ضرورت اپنے انداز سے مکمل کرتے ہوئے پروگرام کی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے مؤثر طریقے سے اجلاس کا اختتام کریں۔

طلبہ اگلے صفحات پر دیے گئے لفظوں کے باغ کو بھی بہ غور پڑھیں اور ان کے معنی و مفہوم کو سمجھ کر ان لفظوں کو مناسب اور صحیح موقع و محل پر استعمال کرنے کی صلاحیت اپنے اندر پروان چڑھائیں۔ واضح ہونا چاہیے کہ بغیر مشق اور مطالعہ کے ہم اچھے ناظم نہیں بن سکتے اس لیے زیادہ

سے زیادہ مشق پر زور دیں۔ کتاب کے آخر میں خاطر خواہ تعداد میں تلاوت اور حمد و نعت کے لیے اشعار اور متفرق اشعار کے علاوہ چند لطائف بھی لکھے جا رہے ہیں ان کو بھی از بر کر کے دورانِ نظامت استعمال کریں اور ہو سکے تو گاہے بہ گاہے مشہور و معروف شعرا کے کلام اور کلاسیکی ادب کا مطالعہ کرتے ہوئے اپنے ذخیرۂ اشعار و الفاظ میں اضافہ کرتے رہیں۔

یومِ اساتذہ

اگر اسکول میں یومِ اساتذہ منایا جا رہا ہے تو اس کے تمہیدی کلمات یوں ہو سکتے ہیں:-

''سامعینِ باتمکین! اساتذہ کو قوموں کا معمار کہا گیا ہے۔ قوموں کی تعمیر اساتذہ کے ہاتھوں ہی ہوتی ہے۔ بچے جو بے ڈول اور اَن گڑھ پتھر کی طرح ہوتے ہیں۔ انھیں تراش کر ان میں چمک پیدا کرنے، انھیں جاذبِ نظر اور قیمتی ہیرا بنانے کا کام اساتذہ کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ جس طرح ایک کمہار مٹی کے ڈھیر سے خوب صورت برتن اور مورتیاں تشکیل دیتا ہے۔ جس طرح ایک معمار اینٹ، پتھر اور سمینٹ کی مدد سے ایک خوش نما محل تعمیر کرتا ہے۔ جس طرح ایک پرندہ اپنے ننھے ننھے بچوں کو نیلگوں فضاؤں میں اڑنا سکھاتا ہے، اسی طرح ایک استاد اپنی محنت سے بڑی ہنر مندی کے ساتھ قوم کا مستقبل سنوارتا ہے۔ قوموں کو بنانے، خوش حال اور ترقی یافتہ بنانے میں اساتذہ بہت اہم رول ادا کرتے ہیں۔

آج انھیں اساتذہ کی عزت افزائی اور قدر و منزلت کے لیے ہماری محبوب اسکول میں یومِ اساتذہ منایا جا رہا ہے جس کے لیے ہم اور آپ جمع ہوئے ہیں مَیں ہیڈ ماسٹر، جملہ اساتذہ اور طلبہ کی جانب سے سامعین و حاضرین کا استقبال کرتا ہوں اور انھیں خوش آمدید کہتا ہوں۔''

(اس کے بعد ناظمِ اجلاس تلاوت، حمد و نعت کے لیے مدعو کرے اور اگلے مراحل کو یکے بعد دیگرے ادا کرتے ہوئے پروگرام کی کارروائی کو آگے بڑھائے)

{اساتذہ کے لیے چند اشعار}

تعلیم کو لکھیں گے اگر تاج محل ہم
اس پیکرِ تدریس کو محراب لکھیں گے

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

بیدار ہوں دل جس کی فغانِ سحری سے
اُس قوم میں مدت سے وہ درویش ہیں نایاب

کوئی تو ایسا ہو کہ نظر جس پہ رُک سکے
اہلِ نگاہ دیدہ وروں کو ترس گئے

اپنے استادوں کو پایا ہم نے مشفق مہرباں
حق نے بخشے ہیں انھیں اوصافِ میرِ کارواں

کہنے کو اہلِ علم کی کوئی کمی نہیں
لیکن خود اپنی فکر، خود اپنی نظر کہاں

پھونک کر اپنے آشیانے کو
روشنی بخش دی زمانے کو

فلک پر جب چمکتا ہے ہمارے عزم کا سورج
اندھیرے خود بہ خود تاریکیوں میں ڈوب جاتے ہیں

سرمۂ مفتِ نظر ہوں مری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا



یومِ ماں

اسی طرح اگر اسکول میں ''یومِ ماں'' منایا جارہا ہے تو اس کے تمہیدی کلمات یوں ہوسکتے ہیں:-

''ہم نشینانِ محفل! ماں کائناتِ ارضی پر اللہ رب العزت کا ایک لاجواب اور بے مثال تحفہ ہے۔ یہ ایک ایسی بیش قیمت دولت ہے جس کا کوئی مول نہیں ہوسکتا۔ ماں خود تکالیف سہہ لیتی ہے مگر اپنے جگر گوشوں کے آرام واطمینان کا بھرپور خیال رکھتی ہے۔ وہ ماں! جو اولاد کے لیے مجسمۂ کرم ہے۔ وہ ماں! جو اپنی اولاد کی ہار کو بھی جیت ہی کہتی ہے۔ وہ ماں! جس کا انگ انگ، گلاب کی پنکھڑیاں۔ نس نس، شہد کی تازہ نہریں۔ نفس نفس، مُشک وعنبر کی شیشیاں۔ زلفیں، ساون کی گھٹائیں۔ پیشانی، قوسِ قزح۔ پلکیں، ممتا کی چھت۔ دونوں آنکھیں، پیار کے دو مٹکے۔ دونوں لب، بابِ کعبہ کے دونوں پٹ۔ زبان، مصری کی ڈلی۔ منہ، زم زم کا کنواں، دونوں ہاتھ، کعبۂ دل کے دوستون۔ ناخن، پہلی تاریخ کا ہلال۔ اور قدموں کے نیچے انگڑائی لیتی ہوئی جنت۔

تو آج اسی مقدس ماں سے منسوب ''یومِ ماں'' کی اس باوقار تقریب میں ہم اور آپ یک جا ہوئے ہیں۔ لہٰذا ماں جیسی مقدس ہستی کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ہمارے طلبہ اس تقریب میں آپ کے سامنے اپنی صلاحیتوں کو بروے کار لائیں گے۔''

(اس کے بعد ناظم تلاوت، حمد ونعت کے لیے مدعو کرے اور اگلے مراحل کو یکے بعد دیگرے ادا کرتے ہوئے پروگرام کی کارروائی کو آگے بڑھائے)

{ماں کے لیے چند اشعار}

مختصر ہوتے ہوئے بھی زندگی بڑھ جائے گی
ماں کی آنکھیں چوم لیجے روشنی بڑھ جائے گی
بلائیں اس کو زمانے کی چھو نہیں پائیں
جو اپنی ماں کی دعاوں کے سائبان میں تھا
لپٹ کے روتی نہیں ہیں کبھی شہیدوں سے
یہ حوصلہ بھی ہمارے وطن کی ماؤں میں ہے
کچھ نہیں ہوگا تو آنچل میں چھپا لے گی مجھے
ماں کبھی سر پہ کھلی چھت نہیں رہنے دے گی
محبت کرتے جاؤ بس یہی سچی عبادت ہے
محبت ماں کو بھی مکہ مدینہ مان لیتی ہے
سوت کے یہ تانے بانے بیش قیمت ہوگئے
ماں ترے اُترن کو سمجھا میں نے مریم کا لباس
دھوپ غم کی اک پل میں چھوٹ گئی مرے سر سے
پیاری ماں کی جب میں نے دوستو! دعا پائی
پاس پہنچا مَیں تو مجھ پر راز اس کا کھل گیا
چاند کب تھا چاند سا چہرہ تھا اماں جان کا
مجھے خبر نہیں جنت بڑی کہ ماں ، لیکن
بزرگ کہتے ہیں جنت بشر کے نیچے ہے



یومِ آزادی

اگر اسکول میں یومِ آزادی منایا جارہا ہے تو اس کے تمہیدی کلمات یوں ہوسکتے ہیں:-

’’سامعینِ باتمکین! ۱۵؍اگست اسلاف کی آرزوؤں، امنگوں اور خواہشوں کی تکمیل، ۱۵؍اگست بزرگانِ وطن کے دیرینہ خوابوں کی حسین تعبیر، ۱۵؍اگست جہادِ حریت کا آخری تاب ناک ورق، ۱۵؍اگست جبر واستبداد کے مقابلے میں ہمت وجواں مردی کا نشانِ جمیل، ۱۵؍اگست آزادیِ افکار و خیالات کا خوب صورت موقع، ۱۵؍اگست کشورِ ہندوستان میں انگریزوں کے زوال کی داستان، ۱۵؍اگست ہاں! ہاں! ۱۵؍اگست ہمارے ملکِ عزیز ہندوستان پر انگریزوں کے لیے غاصبانہ قبضے کی اُداس شام اور ہمارے لیے آزادیِ وطن کی صبحِ درخشاں،......

کون نہیں جانتا کہ ملکِ عزیز پر انگریزوں کا ناجائز تسلط کس طرح ہوا تھا۔ تن کے گورے من کے کالے ایسٹ انڈیا کمپنی والے انگریز تاجر کے بھیس میں آئے اور یہاں حکمرانی کرنے لگے۔ ہمارے جاں باز رہنماؤں کی جانی و مالی قربانیوں کے سبب وطنِ عزیز انگریزوں کے غاصبانہ تسلط سے ۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوا۔ ہر سال اُسی کی یاد میں یومِ آزادی کا جشن پورے ملک میں جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ اُسی سلسلے کی ایک کڑی آج کی یہ تقریب یعنی جشنِ یومِ آزادی بھی ہے۔ اس محفلِ مسرت میں آج ہمیں اپنے اَسلاف کی قربانیوں کو یاد بھی کرنا ہے اور اُن کو خراجِ عقیدت بھی پیش کرنا ہے۔

(اس کے بعد ناظمِ اجلاس تلاوت، حمد ونعت کے لیے مدعو کرے اور اگلے مراحل کو یکے بعد دیگرے ادا کرتے ہوئے پروگرام کی کارروائی کو آگے بڑھائے)

یومِ جمہوریہ

اگر اسکول میں یومِ جمہوریت منایا جارہا ہے تو اس کے تمہیدی کلمات یوں ہوسکتے ہیں:-

۲۶؍جنوری احساسات کی وادیوں میں صبح کی پہلی کرن، ۲۶؍جنوری شاہ راہِ محبت پر جلوۂ شہرِ نگاراں ہے، ۲۶؍جنوری اپنی خصوصیات کے آئینے میں مساوات، ایمان داری اور آئینی استقلال کا نام ہے۔ ۲۶؍جنوری دستورِ ہند کی دستارِ فضلیت کی ضمانت ہے، ۲۶؍جنوری جمہوریت کے خوابوں کی تعبیر وتکمیل کا موقع ہے، جہادِ حریت کی تکمیل ۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء کے بعد نظامِ حکومت چلانے کے لیے قانون کی تدوین کی گئی۔ اس قانون کے نفاذ کا دن ۲۶؍جنوری ۱۹۵۰ء تھا۔ جس کی یاد میں ہر سال وطنِ عزیز میں ۲۶؍جنوری کو یومِ جمہوریہ کی تقریبات کا انعقاد ہوتا ہے۔ آج کی ہماری یہ نشست بھی یومِ جمہوریہ کے اُسی جشن سے منسلک ہے۔

آیئے! یومِ جمہوریہ کے حوالے سے قانون کے نفاذ اور قانون کی آڑ میں قانون شکنی کی بھی بات کریں کہ کس طرح قانون کے محافظ ہی قانون کو پسِ پُشت ڈالنے میں کوئی عار نہیں محسوس کرتے۔ یومِ جمہوریہ کے دن ہم عہد کریں کہ ہم وطنِ عزیز کی ترقی اور خوش حالی کے لیے مل جل کر کوشش کریں۔

(اس کے بعد ناظمِ اجلاس تلاوت، حمد ونعت کے لیے مدعو کرے اور اگلے مراحل کو یکے بعد دیگرے ادا کرتے ہوئے پروگرام کی کارروائی کو آگے بڑھائے)

یکم مئی (مہاراشٹر ڈے / یومِ مزدور)

اگر اسکول میں یومِ مہاراشٹر / یومِ مزدور منایا جارہا ہے تو اس کے تمہیدی کلمات یوں ہوسکتے ہیں:-

محنت اور جفاکشی کی اہمیت سے قطعی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ محنت کی عظمت مسلمہ ہے۔ جو بھی جفاکشی کرتا ہے اُس کو محنت کا بہترین پھل ملتا ہی ہے۔ وطنِ عزیز کی آزادی کے بعد سوراشٹر میں محنت کش طبقے نے اپنی جفاکشی سے بہتر ترقی کی راہیں ہموار کیں۔ کوشش اور محنت سے سوراشٹر تقسیم کیا گیا اور یکم مئی ۱۹۶۰ء کو مہاراشٹر ریاست کا وجود عمل میں لایا گیا۔

ہر سال یکم مئی کو ریاستِ مہاراشٹر میں مکمل تزک و احتشام کے ساتھ ''مہاراشٹر ڈے'' اور ''یومِ مزدور'' منایا جاتا ہے۔ ہماری اسکول میں بھی آج یومِ مہاراشٹر اور یومِ مزدور کی تقریب کا عنقریب آغاز ہوا چاہتا ہے۔ آج کی اس محفل میں محنت کی عظمت پر مہمانان اور مقررین اظہارِ خیال کریں گے۔ نیز مہاراشٹر کی بنیاد کے بعد ہماری ریاست کی درجہ بدرجہ ترقی اور خوشحالی کا ذکر کرتے ہوئے۔ ریاست کو خوش حال اور متحد رکھنے کا عہد بھی کیا جائے گا۔

(اس کے بعد ناظمِ اجلاس تلاوت، حمد و نعت کے لیے مدعو کرے اور اگلے مراحل کو یکے بعد دیگرے ادا کرتے ہوئے پروگرام کی کارروائی کو آگے بڑھائے)

یومِ ماحولیات

اسی طرح اگر اسکول میں ''یومِ ماحولیات'' منایا جارہا ہے تو اس کے تمہیدی کلمات یوں ہوسکتے ہیں:-

''محترم حاضرین! کارخانوں کی چمنیوں سے اٹھنے والے دھوئیں، موٹر کاروں اور آمد و رفت کے دیگر ذرائع کے سبب فضا میں پھیلنے والی آلودگی، جنگلات کی بے تحاشا کٹائی کے سبب تازہ اور صاف و شفاف ہوا کی کمی، اس قسم کے سنگین مسائل سے آج کی دنیا نبرد آزما ہے۔

عہدِ حاضر صنعتی ترقی کا دور کہلاتا ہے۔ دنیا کا ہر ملک صنعتی میدان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے کوشاں ہے۔ جس کے نتیجے میں فیکٹریوں اور کارخانوں کا جو جال بچھتا جارہا ہے وہ قابلِ تشویش ہے۔ جن کے سبب فضائی آلودگی، آبی آلودگی اور نہ جانے کیسی کیسی آلودگیاں پنپ رہی ہیں۔

آج ساری دنیا کے دانش ور اس بات سے فکر مند ہیں کہ دن بہ دن دنیا کا ماحولیاتی توازن بری طرح بگڑتا جارہا ہے۔ یہ جدید صنعتی اور سائنسی دنیا کی ایک ایسی دین ہے جس کا علاج اگر ابھی نہیں کیا گیا تو آئندہ زمانے میں بنی نوعِ انسان کو بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آج انسان یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا ہے کہ ؎

ہم اُس بلندی پہ آگئے ہیں کہ اپنی پرواز کھو نہ بیٹھیں
تو آؤ اپنی بقا کی خاطر ذرا سی نیچی اڑان کرلیں

ایک دور میں ہم نے صنعتی انقلاب کو اپنے لیے رحمت سمجھا تھا۔ مگر آج وہی تمام انسانیت کے لیے زحمت بن گیا ہے، بہ قولِ شاعر ؎

یہ کرشمہ ہے مرے برقی تمدن تیرا　　دل جو چمکا تھا کبھی اس میں بھی اندھیارا ہے
(مقیمؔ اثر بیاولی)

ماحولیات کے تحفظ کے تئیں فکر مندی جتانے کے لیے آج ''یومِ ماحولیات'' میں ہم اور آپ شریک ہیں۔ اس تقریب میں ماحولیات کے توازن کو کس طرح برقرار رکھا جائے اور مختلف قسم کی آلودگیوں سے ماحول کو کس طرح پاک و صاف رکھا جائے اس پر مقررین اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔''

(اس کے بعد ناظم تلاوت، حمد و نعت پڑھواتے ہوئے پروگرام کی کارروائی کو آگے بڑھائے)

یومِ تعلیم

اگر اسکول میں ''یومِ تعلیم'' منایا جارہا ہے تو اس کے تمہیدی کلمات یوں ہوسکتے ہیں:-

''جملہ شرکاے بزم! وحیِ قرآنی کا پہلا نور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مصطفیٰ جانِ رحمت (ﷺ) پر نازل فرمایا تو وہ ''اقرأ'' کی تابندگی تھی یعنی ''پڑھو!''......ضیائے اسلام جب پھیلنے پر آئی تو جہالت کی تاریکی کو علم کے نور سے ختم کرنے لگی۔ لیکن رفتہ رفتہ حالات نے پلٹا کھایا اور ہمارے عروج و اقبال کا دور فنا ہونے لگا۔

حضرات! وہ مسلم قوم ہی تھی جس نے اَخلاقیات کے ضمن میں دنیائے انسانیت کی قیادت کا فریضہ انجام دیا۔ جس نے طرزِ معاشرت اور تہذیب و تمدن کی باوقار منزل تک مبتذل انسانوں کی رہ نمائی فرمائی۔ وہ بھی ہم ہی تھے جنھوں نے اقوامِ عالم کو سائنسی شعور کے نئے دریچوں سے آگاہ کیا۔

وہی قوم جو کبھی دنیا میں امامت و قیادت کرتی تھی علم کی یہ دولت، عمل کی یہ دولت، اور جس نے اقوامِ عالم کو تعلیم کے مخفی گوشوں سے متعارف کرایا آج جہالت و لاعلمی کے عمیق اور تاریک غاروں میں گرتی جارہی ہے۔

سامعین! ذرا جائزہ لیں آج تعلیمی لحاظ سے ہم کتنے پسماندہ ہیں؟ ہمارا شمار آج اس ملک کی جاہل ترین قوموں میں ہورہا ہے۔ اسی خول سے نجات دلانے کے لیے آج ہم اپنی اسکول میں ''یومِ تعلیم'' منارہے ہیں۔ دور و نزدیک سے آئے ہوئے ماہرینِ تعلیم ہمیں اپنے مفید کلمات سے نوازیں گے۔ ہم مکمل اطمینان و سکون کے ساتھ ان کی باتیں نہ صرف سماعت کریں بل کہ ان پر عمل بھی کرنے کی کوشش کریں۔''

(اس کے بعد ناظم تلاوت، حمد و نعت پڑھواتے ہوئے پروگرام کی کارروائی کو آگے بڑھائے)

{تعلیم کے لیے چند اشعار}

نظر حیات پہ رکھتا ہے مردِ دانش مند
حیات کیا ہے؟ حضور و سرور و نور و وجود
زندگی کچھ اور شَے ہے ، علم ہے کچھ اور شَے
زندگی سوزِ جگر ہے ، علم ہے سوزِ دماغ
علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے، لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
آج اپنی ہی زلفوں کے خم و پیچ میں گم ہے
وہ جس نے زمانے میں تمدن کو سنوارا
بے علم بھی ہم لوگ ہیں غفلت بھی ہے طاری
افسوس کہ اندھے بھی ہیں اور سو بھی رہے ہیں
زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب
اے علم تیری ذات سے دنیا کا بھلا ہے
دنیا ہی نہیں دین کی بھی تجھ پہ بِنا ہے
وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جَو
ہمیشہ اپنے دل میں علم کا اک شوق پاتا ہوں
یہ ایسا گلستاں ہے جو کبھی ویراں نہیں ہوتا



اسی طرح یومِ اردو، یومِ خواتین، یومِ اطفال، اور دیگر تقریبات کے لیے طلبہ و ناظم محنت ومشقت اور جوش و لگن کے ساتھ مطالعہ و جستجو کی عادت پیدا کرتے ہوئے تیاری کریں۔ اور ان کے بارے میں چند جملے لکھنے کی بھی مشق کرتے رہیں۔ مختصر اور جامع تمہیدی کلمات قلم بند کرنے کے بعد انھیں اچھی طرح ازبر کرلیں تاکہ وہ گاہے بہ گاہے کام میں آسکیں۔ جو بھی لکھیں اسے ایک فائل میں محفوظ کرتے جائیں اس طرح آپ کے پاس نظامت کے بارے میں ایک اچھا خاصا ذخیرہ بھی جمع ہوسکتا ہے۔

اچھے ناظم کے لیے علاوہ دیگر خوبیوں کے یہ بات بھی ہونا بے حد ضروری ہے کہ وہ کثیر المطالعہ ہو۔ شعر وادب اور تاریخ و سیرت پر لکھی گئی اچھی کتب کا مطالعہ کرنے سے ہر طرح کی تقریبات میں نظامت کے لیے اُسے کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔

اس کتاب میں مزید مثالیں اس لیے نہیں پیش کی جارہی ہیں کہ اس سے محنت و جستجو اور تلاش و تفحص کی عادت ترک ہوجائے گی اور ہمارے طلبہ آرام طلب بنتے جائیں گے۔ ویسے بھی نظامت کا فن رَٹنے سے نہیں بلکہ مسلسل مشق اور ریاضت سے آتا ہے۔ ہم نے اس کتاب میں نظامت کے فن کے بارے میں ضروری ہدایات اور طریقۂ کار کو سمجھانے کی اجمالی کوشش کی ہے۔



(۳)

نظامت کے لیے گل دستۂ اشعار

تلاوت اور حمد و نعت کے علاوہ متفرق اشعار لکھے جارہے ہیں نظامت کے شائقین ان کو یاد کرکے دورانِ نظامت موقع و محل کی مناسبت سے استعمال کریں۔

تلاوتِ کلامِ پاک کے لیے چند اشعار

محفل کی ابتدا ہے قرآنِ مجید سے
رحمت کے پھول برسیں گے ذکرِ سعید سے

☆

جگمگا اٹھی فضا نور خدا کا چمکا
پڑھنے قرآن جب اطفالِ خوش اِلحان آئے

☆

اہلِ منطق سر بہ سجدہ رہ گئے
پڑھ لیا جب فلسفہ قرآن کا

☆

قرآن کی تلاوت سے آغاز ہو محفل کا
اس نور سے پاجائیں ہم راستہ منزل کا

☆

صحرا میں جنگلوں میں بیابان میں پڑھو
مینار گر پڑے تو میدان میں پڑھو
یہ بے خبر نجومی تمھیں کیا بتائیں گے
کل ہونے والا کیا ہے؟ قرآن میں پڑھو

☆

ٹھکانا ہی نہیں اس بزمِ عرفاں کی روانی کا
کہ جو بھی لفظ ہے ہر ایک ہے گوہر معانی کا

☆

غارِ حرا سے نکلی تھی عرصہ گذر گیا
اب بھی ہے خوب روشن قرآن کی شعاع

حمدیہ اشعار

تو کریم ہے تو رحیم ہے تری ذات سب سے عظیم ہے
نہیں کوئی تجھ سا ہے دوسرا تو خبیر ہے تو علیم ہے
یہ لطافتیں یہ عنایتیں یہ ترے کرم کی وضاحتیں
جو چمن میں ہے تو نسیم ہے جو گلوں میں ہے تو شمیم ہے
تو ہے راز ذات وصفات کا تو ہے رنگ بزمِ حیات کا
کہیں شانِ خُلقِ محمدی کہیں حُسنِ نطقِ کلیم ہے

....

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغامِ صبا تیرا

....

تتلی کا رقص گل کی ادا تیری حمد ہے
موجِ خرام بادِ صبا تیری حمد ہے
موجیں ہیں بے سکوں کہیں گرداب وجد میں
دریا کی بے قرار ادا تیری حمد ہے

....

چل قلم اب حمدِ رب مقصود ہے
تیرا میرا سب کا جو معبود ہے
ہے وہی شاہد وہی مشہود ہے
نور اس کا ہر جگہ موجود ہے

ہر ایک کام سے پہلے یہ ہم نے کام کیا
خدا کی حمد کی بعدہٗ کلام کیا

....

گلوں کے جسم میں خوشبو اتار دیتا ہے
جلالِ حُسن تو پروردگار دیتا ہے
وہ ٹانک ٹانک کے روشن تبسموں کے گلاب
غمِ حیات کی زلفیں سنوار دیتا ہے
وہ لفظ لفظ کو دیتا ہے موتیوں کی چمک
وہ کاوشاتِ قلم کو نکھار دیتا ہے
وہی تو دیتا ہے لہجوں کو رنگِ پیراہن
وہ حرف حرف کو جلوہ ہزار دیتا ہے

....

خدا کے نام سے جلسے کا ہم آغاز کرتے ہیں
وہی مالک ہے ہم اس کے کرم پہ ناز کرتے ہیں

....

زمیں کا چاند بھی وہ مشک بھی گلاب بھی وہ
جو برف ہو یہ لہو شہرِ آفتاب بھی وہ
اسی کے رنگ مری حسرتوں کے قالب میں
بدن رُتوں میں مہکتا خطاب بھی وہ

....

صفحۂ فکر کو تحریر عطا کرتا ہے
لفظ ہر لفظ کو تفسیر عطا کرتا ہے
صرف دن کو ہی منور نہیں رکھا اس نے
شب کی ظلمت میں بھی تنویر عطا کرتا ہے
اس کے اِکرام و نوازش کی کوئی حد ہی نہیں
کاہ کو کوہ کی توقیر عطا کرتا ہے

....

فکر اسفل ہے مری ذکر ہے اونچا تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پُتلا تیرا
باغ میں پھول ہُوا شمع بنا محفل میں
جوشِ نیرنگ در آغوش ہے جلوا تیرا
ہر سحر نغمۂ مرغانِ نوا سنج کا شور
گونجتا ہے ترے اوصاف سے صحرا تیرا

....

ہے پاک رتبہ فکر سے اُس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا
لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہِ راز کا

....

تری ذات سب سے عظیم ہے تری شان جل جلالہٗ
تو ہر اک سے بڑھ کے کریم ہے تری شان جل جلالہٗ
تو قدیر ہے تو بصیر ہے ، تو نصیر ہے تو کبیر ہے
تو خبیر بھی تو علیم ہے تری شان جل جلالہٗ
تو غفور بھی تو شکور بھی ، تو ہی نور بھی تو صبور بھی
تو حفیظ ہے تو حلیم ہے تری شان جل جلالہٗ
تو ہے منتقم تو وکیل بھی ، تو ہے مقتدر تو کفیل بھی
تو ہی نعمتوں کا قسیم ہے تری شان جل جلالہٗ
مِلا حمد و نعت کا شوق جو ، یہ مُشاہدِ عصیاں شعار کو
یہ ترا ہی فضلِ عمیم ہے تریہ شان جل جلالہٗ

....

نعتیہ اشعار

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروروں جہاں نہیں

....

گذرے جس راہ سے وہ سیدِ والا ہوکر
رہ گئی ساری زمیں عنبرِ سارا ہوکر

....

سب سے اَولا و اعلا ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ

....

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز
کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز
اس در کی خاک پر مجھے مرنا پسند ہے
تختِ شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز

....

طیبہ کی آرزو میں مرا دل اداس ہے
زندہ ہوں بس کہ پھر وہاں جانے کی آس ہے
طیبہ کی ارضِ پاک پہ تدفین ہو مری
اللہ کے حضور یہی التماس ہے

....

لبوں سے پھول جھڑتے ہیں جب یہ نعت پڑھتے ہیں
زباں کی سرخ قینچی سے ہزاروں دل کترتے ہیں

....

تنظیم و عمل تہذیب و ادب ، اخلاص و وفا ایثار و کرم
سرکار کے حُسنِ سیرت سے کیا کچھ نہیں سیکھا دنیا نے

....

ابھی نہ چھیڑ صبا سنبل و گلاب کی بات
ابھی نبی کے پسینے کی بات کرتے ہیں

....

سجاؤ شوق سے ذکرِ رسول کی محفل
کہ یہ چراغ ہے مرقد کی روشنی کے لیے

....

چشمِ خفتہ کو جگادے نعتیہ اشعار سے
قلب کو بیدار کردے نغمگی گفتار سے

....

حمد کے واجبات کہہ دیجے
نعت بہرِ نجات کہہ دیجے
روشنی میں کتاب و سنت کی
دل میں اترے وہ بات کہہ دیجے

....

بلبل کو چین ملتا ہے باغوں کے پھول سے
دل کو سکون ملتا ہے نعتِ رسول سے

....

کیسا انسان وہ پیدا ہوا انسانوں میں
خون توحید کا دوڑادیا شریانوں میں

....

طیبہ کے تاج دار نے دی زندگی نئی
وہ آئے اور پھیل گئی روشنی نئی
اخلاص اور صدق کا جذبہ عطا کیا
بخشا اصولِ امن نیا آشتی نئی

....

وہ سرورِ کشورِ رسالت ، شفاعتیں بے مثال ان کی
خدا کے بندے ہمارے آقا ، عنایتیں بے مثال ان کی
لباسِ پیوند ، منہ میں روزہ ، شکم پہ پتھر ، چٹائی بستر
یہ سادگی بے نظیر ان کی ، قناعتیں بے مثال ان کی

....

آمدِ ختمِ رسل ہے نور کی برسات ہے
جتنا روشن دن ہے اتنی ہی منور رات ہے

....

شفا ملے نہ جسے قیمتی دواؤں سے
مَلے وہ جسم پہ اپنی غبارِ کوئے رسول

....

محمد مصطفیٰ آئے جہاں میں روشنی لے کر
ہر اک انسان کی خاطر شعورِ زندگی لے کر
تھے ظلم و جَور کے طوفاں جہاں میں اوج پر لوگو!
شہِ کون و مکاں آئے پیامِ آشتی لے کر

....

آپ آئے سرکشی کا جنازہ نکل گیا
پھیلادی جگ میں عظمتِ انسان کی شعاع

....

مجھے طلب نہ ہو دنیا کے سیم و زر کی خدا   فقط ہو دل سے مرے دل کو آرزوے نبی

....

میں نے آقا کا جب ذکرِ اطہر کیا
خانۂ دل کو رب نے منور کیا
بزمِ احساس میں روشنی آگئی
جوں ہی روضے کا میں نے تصور کیا

....

جب مجھے مدینے کی لوگو! یاد آتی ہے
بزمِ ذہن و دل میں وہ خوشبوئیں بساتی ہے
دل پہ کیا گذرتی ہے لفظوں میں بیاں کیا ہو؟
جب مدینے جانے کی آس ٹوٹ جاتی ہے

....

قلب و نظر پہ خوشبو نے فوراً کیا پڑاؤ
لوگو! فقط خیالِ رسالت مآب سے
نہ مل سکے گا سُن لو کسی سے کبھی ہمیں
ادراکِ زیست ہوگا انھیں کی جناب سے

....

نبی کا روضۂ انور نظر میں رہتا ہے
حسینؔ نقش اسی کا جگر میں رہتا ہے
نبی کا درد قرارِ دل و نظر بن کر
ہر اہلِ دل کے دلِ معتبر میں رہتا ہے

....

مرے نورالہدا آئے جہاں میں روشنی پھیلی
مرے بدرالدجیٰ آئے جہاں میں روشنی پھیلی
جہاں میں کفر کی ظلمت جہالت کا اندھیرا تھا
مرے شمس الضحیٰ آئے جہاں میں روشنی پھیلی

....

نبی کے نام سے رونق ہے بزمِ عالم میں
یہ نام پست کو بالا مقام دیتا ہے
یہ نام باعثِ تسکینِ قلبِ مضطر ہے
یہ نام درد کے عالم میں کام دیتا ہے

....

ہے دوائے سوزِ قلبی شہ دیں کی مدح خوانی
اُسے کیا ہو بے قراری جو نبی سے منسلک ہے
اُسے کیا گزند ہوگی سرِ حشر گرمیوں سے
جو ثنائے مصطفا میں صبح و شام منہمک ہے

....

نشاط انگیز ہے لمحہ بڑا نعتیں سنانے کا
غم و آلامِ دوراں کی تمازت کو مٹانے کا
ہے ذکرِ مصطفا بھی باعثِ تسکینِ جان و دل
دلِ ظلمت زَدہ کو نور کا بقعہ بنانے کا

....

قابلِ رشک یہ احساس ہے سوچیں تو سہی!
طیبہ جانے کی مجھے آس ہے سوچیں تو سہی!
مجھ کو دیدارِ رُخِ شاہِ مدینہ ہو نصیب
کیسی سندر یہ مری پیاس ہے سوچیں تو سہی!

....

’’تاروں کی انجمن میں یہ بات ہورہی ہے‘‘
نجم و قمر کے لب پر جاری یہ ہر گھڑی ہے
طیبہ کے ذرّے ذرّے سے ہر سمت روشنی ہے
’’مرکز تجلیوں کا خاکِ درِ نبی ہے‘‘

متفرق اشعار

رحمت و نور کی برسات یہیں ہوتی ہے   آج شب بھر یہیں آ کر کے گذارا جائے

....

تشنگی جم گئی پتھر کی طرح ہونٹوں پر   ڈوب کر بھی ترے دریا سے میں پیاسا نکلا

....

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق   یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

....

یقیں محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتحِ عالم   جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مَردوں کی شمشیریں

....

غیرت کی نگاہوں میں یہ آنسو نہیں خوں ہیں   گر پردۂ غفلت پہ ٹپک جائے تو جل جائے
حالات کی گردش نے چلایا ہے جو مجھ پر   اے کاش وہ نشتر ترے احساس پہ چل جائے

....

ہو گرمیِ تقریر کہ ہو شوخیِ تحریر   فرسودہ ہے یہ آرٹ بھی اب لوحِ جہاں پر
اب سادہ زبانوں کو تو کر دل سے ہم آہنگ   ہیں گوش بر آواز سبھی تیری اذاں پر

....

گنگناتا ہوا یہ کون چمن سے گذرا   ہر کلی مائلِ گفتار نظر آتی ہے

....

روش روش نغمۂ طرب ہے   چمن چمن جشنِ رنگ و بو ہے
طیور شاخوں پہ ہیں غزل خواں   کلی کلی گنگنا رہی ہے

....

دیوانگیِ شوق میں وہ نغمہ کر بلند   اک روح دوڑ جائے رگِ کائنات میں
لے کر حریمِ حُسن میں آ وہ جنونِ شوق   سر تا قدم جو غرق ہو نورِ حیات میں

....

نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر   نقش ہے سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر

....

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی   نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

....

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے   وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

....

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب   گرہ کشا ہیں نہ رازی نہ صاحبِ کشّاف

....

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے   کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو   کتاب خواں ہے، مگر صاحبِ کتاب نہیں

....

کتنی پیاری ، مدھ بھری آواز ہے   دل کو جو اپنا بنالے وہ حسیں انداز ہے

....

آچکے لوگ ، دیوانہ ابھی باقی ہے   افتتاحِ درِ مے خانہ ابھی باقی ہے

....

یہ کون تھا؟ کس نے بکھیری تھیں مستیاں   ہر ذرّہ صحنِ باغ کا ساغر بدوش ہے

....

اے وقت ٹھہر جا کہ ذرا اور بھی سُن لیں   لمحے یہ بار بار میسر نہیں ہوتے

....

خطابت کی دنیا پہ ہے حکمرانی   دلوں کو جگاتی ہے سحر البیانی
فدا ان کی تقریر پر ہے یقیناً   گلوں کا تبسم کلی کی جوانی

....

ساقی، شراب، جام وسبو، مطرب و بہار   سب آگئے بس آپ کے آنے کی دیر ہے

....

اہلِ محفل منتظر ہیں دیر سے عالی وقار   آپ کے پند ونصائح کا انھیں ہے انتظار

....

گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے   چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

....

کچھ ایسی بے خودی ہے ترے انتظار میں   تصویر بن چکا ہوں میں تصویر دیکھ کر

....

عزائم میں سمولو اپنے دریاؤں کی طغیانی   اٹھو اور بخش دو ذرّوں کو تاروں کی درخشانی

....

ذات اسمِ بامسمیٰ قول ہے بااعتبار   بہرِ مجلس آمدِ تو باعثِ صد افتخار

....

چمن کے ہر شگفتہ گل سے جیسے پیار ہے سب کو   سرِ محفل صدارت آپ کی تسلیم ہے سب کو

....

اللہ رے موصوف کی رنگین بیانی   ہر لفظ ہے گل دستۂ گل زارِ معانی
ٹھہرے ہوئے لہجے میں ہے گنگا کی روانی   الفاظ کی بندش میں ہے جمنا کی جوانی

....

مجھ کو ترے اندازِ سخن پر ہی ناز ہے   تو آگیا تو ساری ہی محفل پہ چھا گیا

....

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی   اخوت کی جہاں گیری محبت کی فراوانی

....

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو   عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

....

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں   زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

....

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو   نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

....

یوں مسکرائے جان سی کلیوں پہ پڑ گئی   یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا

....

نہ ڈگمگائے کبھی ہم وفا کے رستے میں   چراغ ہم نے جلائے ہوا کے رستے میں

....

کس نے اپنے دل کے لہو سے لالۂ گل میں رنگ بھرا   جن کو دعویٰ ہو گلشن پر ہم سے آنکھیں چار کریں

ضربِ خیال سے کہاں ٹوٹ سکیں گی بیڑیاں
فکرِ چمن کے ہم رکاب جوشِ جنوں بھی چاہیے

....

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

....

چہرہ کھلی کتاب ہے عنوان کچھ بھی دو
جس رُخ سے بھی پڑھو گے مجھے جان جاؤ گے

....

آنکھیں رہیں گی شام و سحر منتظر تری
آنکھوں کو سونپ دیں گے ترا انتظار ہم

....

تمہاری دید ہی مقصد رہا جس کی بصارت کا
وہ چشمِ منتظر پتھرا گئی کیا تم نہ آؤ گے؟

....

تو اِرادے کا ہمالہ، ہے عمل کا آب شار
ایسا سورج ہے جسے لگتا نہیں ہرگز گہن

....

مجھ کو اس سے کیا غرض صبح ہے یا شام ہے
خدمتِ اہلِ چمن ہر وقت میرا کام ہے

....

ان کا جو کام ہے وہ اہلِ سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

....

آپ گل ہیں مہک ہیں شفق ہیں چمک ہیں
ان لفظوں میں پوشیدہ ہے تصویر آپ کی

....

لبوں کو کھول دو گل کی شگفتگی کے لیے
ترس رہا ہے گلستاں بس اک ہنسی کے لیے

....

کشتی کا پاسبان فقط ناخدا نہیں
کشتی میں بیٹھنے کا سلیقہ بھی چاہیے

....

جان کر منجملۂ خاصانِ مے خانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

....

سیر کی پھول چنے خرم و دل شاد رہے
باغباں! ہم چلے گلشن ترا آباد رہے

....

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

....

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

....

اے طاہرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

....

جلال، بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہویں سیاست سے تو رہ جاتی ہیں چنگیزی

....

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے، نہ تن تیرا نہ من

....

تن کی دنیا، من کی دنیا، سوز و مستی جذب و شوق
تن کی دنیا، تن کی دنیا، سود و سودا مکر و فن

....

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سنا اوّل طاؤس و رباب آخر

....

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

....

نگہہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

....

فرقہ بند ہیں کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا پنپنے کی زمانے میں یہی باتیں ہیں

....

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

....

قوتِ فکر و عمل پہلے فنا ہوتی ہے
تب کسی قوم کی عظمت پہ زوال آتا ہے

....

محبت ہی سے پائی ہے شفا بیمار قوموں نے
کیا ہے اپنے بختِ خفتہ کو بیدار قوموں نے

....

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

....

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

....

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی فقط جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

....

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

....

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہِ رسمِ شاہ بازی

....

مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے، باطن میں گرفتاری

....

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

....

شاعر کی نوا ہو کہ مغنّی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا

....

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

....

آئینِ نو سے ڈرنا ، طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

....

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

....

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

....

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

....

نہ گھبرا شدتِ غم سے حصول کامیابی میں
کہ شاخِ گل پہ گل آنے سے پہلے خار آتے ہیں

....

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہے جس کے جوانوں میں خودی صورتِ فولاد

....

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

....

یہ خاموشی کہاں تک لذتِ فریاد پیدا کر
زمیں پر تو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں

....

سبق پر پڑھ صداقت کا، شجاعت کا، عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

....

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

....

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہرِ فردا

....

دلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اٹھتے
نگاہوں میں اگر پیدا نہ ہو اندازِ آفاقی

....

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کا احساس
سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر

....

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ فقیری میں نام پیدا کر

....

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج ، دل پریشاں ، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

....

کیا کوئی گرمی دکھائے بے حسوں کے شہر میں
برف کے ماحول میں رہ کر ٹھٹھر جاتی ہے آگ

....

خواہشیں جانیں کس طرف لیجائیں
خواہشوں کو نہ بے لگام کرو

....

بھول کر بزرگوں کی بھول ہی کہا جائے
ساتھ ہی مگر ان کا احترام واجب ہے

....

اندھیروں سے ڈرے کیوں دل ہمارا
بہت روشن ہے مستقبل ہمارا

....

شہیدِ جستجو ہوکر تو دیکھیں
پتہ پوچھے گی خود منزل ہمارا

....

ادھر طوفاں سے ہم دست و گریباں
ادھر ہے منتظر ساحل ہمارا

....

کس قدر تاریک تھیں راہیں مگر جب چل پڑے
خاک کے ذروں سے پیدا روشنی ہونے لگی

....

اسی کی راہ میں آنکھیں بچھائے گی منزل
وہ عزم جو نہیں محتاج ہمت افزائی

....

ساحل اگر نصیب بھی ہوجائے اے حفیظؔ
طوفاں سے بھول کر بھی کنارا نہ کیجئے

....

تقریر سے ممکن ہے نہ تحریر سے ممکن
وہ کام جو انسان کا کردار کرے ہے

....

زبانِ خلق کا کچھ یوں تو اعتبار نہیں
زبانِ خلق ہی نقارۂ خدا بھی ہے

....

تجربوں سے بھی کچھ سیکھتے
آپ نے بس کتابیں پڑھیں

....

اہلِ ہنر کی قدر بھی ان میں سے ایک تھی
نا پید ہوگئیں جو روایات ان دنوں

....

جو چاہتے ہو کہ تاریخ تابناک بنے
ملا دو خاک میں اپنی جوانیاں لوگو

....

اس عزم میں عظمت کی کوئی بات نہیں ہے
وہ عزم جو پروردۂ آفات نہیں ہے

....

اب بھی یہ حوصلہ ہے کہ کچھ کام آسکوں
میں ٹوٹ تو گیا ہوں بکھرنے نہ دے مجھے

....

مجھ کو طوفان سے لڑنے میں مزا آتا ہے
ورنہ بہہ جاتے ہیں طوفان کے رخ پہ کتنے

....

فضا میں چھائی ہے مایوسیوں کی تاریکی
مرے یقین مری راہ میں اجالا کر

....

مردانِ حق پرست کو ہر کربلا قبول
پیچیدہ مسئلہ ہو تو کچھ غور بھی کریں

....

ہمارا جذبۂ تعمیر دیکھ لے دنیا
سجا رہے ہیں قفس کو بھی آشیا کی طرح

....

یہاں کوتاہیِ ذوقِ عمل ہے خود گرفتاری
جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیاد ہوتا ہے

....

دیکھ زنداں سے پرے رنگِ چمن جوشِ بہار
رقص کرنا ہے تو پھر پاؤں کی زنجیر نہ دیکھ

....

اپنی صفوں میں علم ہے، جرات ہے عزم ہے
ایسا نہیں کہ حق کا مقدر شکست ہے

....

جس دن سے چلا ہوں مری منزل پہ نظر ہے
آنکھوں نے مری میل کا پتھر نہیں دیکھا

....

ہجومِ غم مری فطرت بدل نہیں سکتا
کروں میں کیا کروں مری عادت ہے مسکرانے کی

....

مانا کہ اس جہاں کو نہ گلزار کر سکے
کچھ خار کم تو کر گئے گذرے جدھر سے ہم

....

وہ جن کی زندگی میں ہوا اجالا عزمِ محکم کا
حوادث کے اندھیرے ان پہ غالب آنہیں سکتے

....



(۴)

نظامت کے لیے لفظوں کا باغ

ناظم کو چاہیے کہ اگلے صفحات میں درج کیے جارہے مختلف الفاظ کے معنی و مفہوم کو سمجھ کر شخصیات اور موضوعات کے اعتبار سے موقع و محل کی مناسبت سے ان کا صحیح تلفظ اور حُسن ادا کے ساتھ استعمال کرے۔

نظامت کے لیے لفظوں کا باغ

اللّٰہ عزو جل کے لیے

اللہ رحمٰن و رحیم	خدائے بزرگ و برتر	ربِّ لم یزل
قادرِ مطلق	خالقِ کون و مکاں	مبدءِ فیاض
نقّاشِ ازل	پروردگارِ عالم	قہار و جبار
مالکِ روزِ جزا	حقیقی پالنہار	بے ستوں آسمانوں کا معمار
صانعِ عالم	دستِ قدرت	مالکِ حقیقی
مالکِ ارض و سما	بارگاہِ صمدیت	خلاقِ کائنات

رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

سببِ تخلیقِ کائنات	سرورِ انس و جاں	سیاحِ لامکاں
محبوبِ کردگار	شافعِ روزِ شمار	مصطفیٰ جانِ رحمت
شہرِ یارِ ارم	تاج دارِ حرم	نو بہارِ شفاعت
انیسِ بے کساں	چارہ سازِ دردمنداں	دانائے سبل
مولائے کل	مونس و غم خوار	فخرِ رسل
خیر البشر	خیر الرسل	خیر الورا
صاحبِ معراج	سرتاپا معجزہ	محبوبِ رب العالمین
طٰہٰ و یٰسٓ	مزمّل و مدثّر	منذر و نذیر
سراجِ منیر	جمیل الشیم	شفیع الامم
صاحبِ قاب قوسین	سید عالمین	رحمتِ دو جہاں

قرآنِ حکیم کے لیے

رمزِ کائنات	گنجینۂ ہدایت	سرچشمۂ صداقت
نجاتِ انسانیت	حیات آفریں پیغام	افضل الکلام

متفرقات

بہ صد خلوص و محبت	بہ عز و وقار	پاک طینت
جامع شریعت و طریقت	سیاحِ علم و ادب	شناورِ بحرِ سخن
پیکرِ اخلاص و محبت	سرچشمۂ اَخلاق و مروت	مصدرِ عشرت و نکہت
ادیبِ باکمال	شہنشاہِ ترنم	عزت مآب
عالی وقار	ذی شان	ذی وقار
ذی علم	ذی فہم	مشہور و معروف
مہتم بالشان	عظیم المرتبت	ذی صلاحیت
ارمغانِ بندگی	انکسارِ عبدیت	افتخارِ ابدیت
صاحبِ ادراک	ہر دل عزیز	مقررِ شعلہ بیاں
گہر بار خطیب	محققِ زماں	شیریں بیاں مقرر
باطنی صلاح کار	مخلصِ زمانہ	مصلحِ قوم و ملت
خوش کلام	خطیبِ شہیر	کمالِ سخن
بے باک خطیب	واعظِ خوش اسلوب	شیریں گفتار
شاعرِ خوش گلو	پیکرِ اخلاص	مجسمۂ انکسار
قاریِ خوش الحان	شاہ کارِ ترنم	شیریں مقال
خوش نما نغمگی	دل ربا ترنم	نگینۂ شعر و ادب
دل نشین انداز	مخصوص لب و لہجہ	پُر جوش آواز
مسحور کن انداز	مومنانہ نگاہیں	نور و نکہت میں ڈوبی رات
دامنِ زندگی	ہمت افزائی	قدم رنجہ

سعادت کے پھول	صمیمِ قلب	مخلصانہ کرم فرمائی
سراپا تشکر طراز	ممنون و متشکر	دیدہ و دل فرشِ راہ
فصاحت و بلاغت	سلاست و روانی	ترکیبِ حُسن
وسعتِ معانی	گہرائی و گیرائی	جذبہ و فن
فکر و تخیل	شوکتِ ادا	جدت و ندرت
طرزِ اظہار	پیرایۂ بیان	مجلّا و مصفا
بصیرت افروز تقریر	تعمیری فکر و بصیرت کا حامل،	مشک بار کلمات
ابدی سعادت	گوہرِ فکر و فن	مترنم لب و لہجہ
ترنمی فضا	بلبل کی چہک	پھولوں کی مہک
کلیوں کی چٹک	کوئل کی کوک	آبشاروں کا ترنم
شگفتہ مزاجی	محتاجِ تعارف	مودبانہ التماس
کیف و سرور	نشاط و انبساط	شگفتگی و شادابی
تلاطم خیز دریا	بحرِ بے کراں	بارشِ انوار و رحمت
جذبات کی روانی	مسکراہٹ آمیز ہونٹ،	جذبۂ تشکر
اظہارِ ممنونیت	باعثِ صد افتخار	سببِ رونقِ محفل
مترنم آوازوں کا جادو	پیمانۂ صبر و ضبط	والہانہ لگاو
مخلصانہ وارفتگی	نکات آفریں خطاب،	سرمایۂ حیات
پیامِ زندگی	جذبۂ عقیدت	نشۂ الفت
ولولہ انگیز تقریر	مستفیض و مستنیر	دعوتِ فکر
جوش و روانی	برجستگی و شیفتگی	جذباتی نشیب و فراز
قافلۂ شب	قہقہہ زار	بذلہ سنجی

تفننِ طبع	پاکیزگی کا نور	تزکیہ وطہارت
کہکشاں کا ظہور	اُبلتا ہوا آبشار	جادو بیانی
بلند حوصلگی	گوش بر آواز	ہمہ تن گوش
مدحت سرائی	بجلی کی چمک	بادل کی گرج
دریا کی روانی	موجوں کی طغیانی	تتلی کا رقص
موجِ خرام	نغموں کا تقدس	اظہارِ صداقت
ماہیِ بے آب	جذبات کی نزاکت،	روشن دماغ
پھول کی پنکھڑی	ستاروں کا تبسم	شبنم کی مسکراہٹ
کشورِ دل	لہجے کا اتار چڑھاو	فیضانِ نظر
مکتب کی کرامت	آدابِ فرزندی	عزم وحوصلہ
فکر ونظر	جوش وعقل	شاہیں صفت
زینتِ طاق	سحر انگیز	بزمِ تخیلات
طاقِ نسیاں	آہنگِ مضراب	نکتہ آرائی
اندازِ خرام	آئینِ وفا	انشراحِ صدر
پیکرِ تدریس	بہارِ نغمہ	پروازِ خیال
موجِ بہار	تشنگیِ شوق	ادب آموز
روح پرور	ایمان افروز	باطل شکن
یقین افزا	پاکیزہ مقاصد	بلند عزائم
دعائے نیم شبی	گریۂ سحر گاہی	مُشتِ خاک
خیابانِ ہستی	خزاں کی چیرہ دستی	گلوں کی نکہت افشانی
عنادل کی نغمہ ریزی	بہار آفریں	شاہ راہِ ہمت

(۵) لطائف

☆ایک مشاعرے میں ایک شاعر کو مطلع کا مصرع پڑھنے پر داد نہیں ملی۔ نہ شعرا کی طرف سے نہ سامعین کی طرف سے، ناظم نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو زور سے بولے۔

’’حضرت مصرع اٹھایئے۔‘‘......آواز آئی۔’’مصرع اٹھانے سے بہتر ہے شاعر ہی کو اٹھادیا جائے۔‘‘

......☆......

☆جملہ چسپاں کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ باذوق سامعین اکثر ایسے ریمارک پاس کرتے ہیں کہ شاعر لاجواب ہو جاتا ہے۔ بھٹنڈہ کے مشاعرہ میں مشیر جھنجھاوی نے شعر پڑھا ؎

دیوانے کے ہمراہ بھی رہنا ہے قیامت   دیوانے کو تنہا بھی تو چھوڑا نہیں جاتا

سامعین میں سے کسی نے زور سے کہا:’’سبحان اللہ! کیا شعر ہے؟ شعر کیا ہے یہ ہر شاعر کی بیوی کے دلی جذبات کا آئینہ ہے۔‘‘

......☆......

☆ایک لائبریری کے انچارج کو رات کے وقت کسی نے گھر پر فون کیا۔ لائبریرین نے ریسیور اٹھایا۔ آواز آئی۔’’جناب! لائبریری کس وقت کھلتی ہے؟‘‘

لائبریرین نے غصے سے کہا۔’’کیا آپ کو اس وقت لائبریری جانا ہے؟‘‘

آواز آئی:’’جانا کہاں ہے جناب؟ باہر آنا ہے۔‘‘

......☆......

☆ایک انگریز عورت نے ڈاکٹر اقبالؔ سے پوچھا:’’کہتے ہیں سارے پیغمبر، براعظم ایشیا میں ہی پیدا ہوئے؟‘‘

اقبالؔ نے کہا:’’ٹھیک ہے۔‘‘............انگریز عورت بولی:’’یورپ کو آخر کیوں چھوڑ دیا گیا؟‘‘

اقبالؔ نے جواب دیا:’’محترمہ! یورپ میں بھی ایک ہستی پیدا کی گئی ہے۔‘‘

انگریز عورت خوش ہو کر بولی:’’بتایئے وہ کون ہے؟‘‘......اقبالؔ نے مسکرا کر جواب دیا:’’ابلیس۔‘‘

......☆......

☆استاد: (شاگرد سے)’’اسمِ شریف اور اسمِ گرامی میں کیا فرق ہے؟‘‘

شاگرد:’’جناب! اُس شخص کا نام جو شریف اور ٹھنڈے مزاج کا ہو، اسمِ شریف کہلاتا ہے، اور جو گرم مزاج کا ہو اس کا نام اسمِ گرامی کہلاتا ہے۔‘‘

......☆......

☆ماسٹر صاحب نے بچوں سے کہا کل سُستی پر مضمون لکھ کر لانا ہوگا۔ اگلے روز ماسٹر صاحب نے بچوں سے مضمون دکھانے کو کہا۔ ایک بچے نے کاپی کا آدھا صفحہ سادہ چھوڑ کر لکھا ہوا تھا کہ اس سے زیادہ سُستی کیا ہو سکتی؟